امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 64/74 | مورخہ ۱۰ر رجب المرجب ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۲ر جنوری ۲۰۲۴ء روز سوموار | شمارہ نمبر: 04

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، حکایات اھل دل
■ حقیقی اسلام کی طرف لوٹنا ہی......
■ کرپشن، مرض اور علاج
■ امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ
■ حضرت مجدد الف ثانی کے......
■ ادب کا بنیادی مقصد صحت مند......
■ اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، طب وصحت

بین السطور

جمہوریت: علمی، فکری وتاریخی حقائق

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

جمہوریت انگریزی لفظ ڈیموکریسی (Democracy) کا اردو ترجمہ ہے، جو یونانی زبان کے لفظ ڈیموس (Demos) اور کریٹوس (Kratos) سے مرکب ہے۔ ڈیموس (Demo) کے معنی ہیں عوام اور کریٹوس (Kratos) کے معنی ہیں طاقت، اس طرح جمہوریت کا مطلب ہوا عوام کی طاقت، لیکن عملاً اس پھیلی ہوئی دنیا اور بڑھتی ہوئی آبادی میں عوام کا براہِ راست اجتماعی طور پر حکومت میں حصہ لینا دشوار تھا، اس لیے (Democracy) کے ساتھ ایک دوسرا لفظ ری پبلک (Republic) بھی جوڑ دیا گیا، یہ اطالوی زبان کے رس پبلیکا (Respublica) سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں ''ایسی طرز حکومت جس میں عوام براہِ راست حصہ نہ لیتے ہوں، بلکہ عوام کے منتخب نمائندے اس بار گراں کو اٹھا کر سماجی، ثقافتی، اور سیاسی استحکام کے لیے کوشاں ہوں۔ اس لیے اب اگر ہم جمہوریت کا لفظ بولتے ہیں تو اس سے مراد ڈیموکریسی (Democracy) کے ساتھ ساتھ ری پبلک (Republic) نظام حکومت بھی ہوتا ہے۔

تاریخی پس منظر: جمہوری نظام حکومت کی بنیاد کب سے پڑی، یہ ایک تحقیق طلب مسئلہ ہے تاہم اتنا ضرور کہا جاسکتا ہے کہ تاریخ کے ابتدائی دور میں جب انسان پتھر اور تانبے کے دور سے نکل کر ایک منظم سماج کی تشکیل کر رہا تھا، تو سربراہ، قائد اور قبیلوں کے سرخیل کے انتخاب میں لاشعوری طور پر جمہوری طرز اختیار کرتا تھا۔ چنانچہ یونان کے علاقہ ایتھنس میں پانچویں صدی قبل مسیح میں ایسی جمہوریت کا پتہ چلتا ہے، جس سے دس ہزار کی آبادی میں سے ایک تہائی یعنی تقریباً ساڑھے تین ہزار آدمی حکومت کے کاموں میں براہِ راست حصہ لیتے تھے۔ ویشالی جو جمہوریت کی جائے پیدائش ہے، وہاں کے ایوان میں سات ہزار سات سو ستہتر (7777) ارکان ہوا کرتے تھے۔

حکومت کی ارسطا طالیسی تقسیم: زمانہ قدیم میں قبل مسیح ہی سے عملاً شعوری طور جمہوریت قائم ہوگئی تھی، لیکن اسے کسی سیاسی نظریے کے طور پر قبول نہیں کیا جاسکا تھا، کیونکہ اس وقت معاشرہ اس قدر ترقی نہیں کرسکا تھا جو سیاسی اور سماجی طور پر کسی نظریے کی داغ بیل ڈالتا، بعد میں جب انسانی معاشرے نے کچھ ترقی کی اور سماج میں تہذیب وتمدن نے اپنا مقام حاصل کرلیا تو مشہور فلسفی ارسطو نے اپنی کتاب ''سیاسیات'' میں (1) بادشاہت (Royalty) (2) شخصی حاکمیت (Autocracy) (3) طبقاتی حکومت (Oligarchy) اور (4) پالیٹی (Polity) کا سیاسی نظریہ پیش کیا، جو اب تک کی سب سے قدیم اور شاید سب سے سادہ تقسیم ہے، اس سے قبل جمہوریت کا کوئی فکری تصور نہیں تھا۔

جمہوریت ایک سیاسی نظریہ: زمانے نے کچھ اور ترقی کی، یہاں تک کہ سترھویں صدی کا انقلاب آفریں دور آگیا، عیسائی مذہب کی دیواریں منہدم ہونی شروع ہوگئیں، پاپائیت اور شخصی آمریت کی اہمیت باقی نہ رہی، ظلم وتشدد کے خلاف سماجی وسیاسی شورشیں زور پکڑنے لگیں، اور اس آگ کے شعلے مذہب کے دامن سے نکل کر سیاست کے دامن کو بھی اپنی لپیٹ میں لینے لگے، نیکولو میکاویلی (Niccolo Machiavelli) اور تھامس ڈیکن (ThomasDeacon) نے شخصی حکومت کی تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے کے لیے جمہوریت کو سیاسی نظریے کے طور پر پیش کیا، خوش قسمتی سے اس نظریے کو اپنے ابتدائی دور میں ہی سر تھامس مور (Sir Thomas More) جیسے مفکر کی حمایت حاصل ہوگئی، جس نے اپنے مشہور ومعروف کتاب ''یوٹوپیا'' (Utopia) میں مثالی اشتراکیت (Ideal Socialism) اور جمہوری حکومت (Democratic State) کے نظریے پر عقلی اور منطقی دلائل کے انبار لگادیے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انگلستان کے بادشاہ چارلس اوّل کے زمانے میں کرامویل کی قیادت میں 1688 میں انقلاب برپا ہوا اور پھر عوام نے فرانس اور جرمن حکومت کا تختہ الٹ کر اسے بھی جمہوریت کی آغوش میں دے دیا، مرورِ ایام کے ساتھ اس نظریے نے اتنا فروغ پایا کہ کہیں تو شاہوں نے برضا ورغبت گدی خالی کردی اور کہیں عوام نے جبراً تخت نشیں کو خاک نشیں بنا کر اپنا تسلط قائم کرلیا۔

جمہوریت کی تعریف: ابراہیم لنکن (AbrahamLincoln) نے جمہوریت کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''عوام کی حکومت جو عوام کے ہاتھوں اور عوام کے لیے ہو (Of the people, by the people, for the people) کو جمہوریت کہتے ہیں۔ صاحب فیروز اللغات نے جمہوریت کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''جمہوریت وہ نظام حکومت ہے جس میں عوام کے انتخاب کی بناء پر کسی کو حاکم مقرر کرلیا گیا ہو اور وہی شخص عوام کے سامنے جوابدہ ہو''۔

جمہوریت کے اجزاء ترکیبی: مختلف ماہرین سیاسیات نے جمہوریت کے مختلف اجزاء ترکیبی بیان کیے ہیں، لیکن ان تمام میں دو اجزاء مشترک ہیں، ایک سیکولرزم اور دوسرا نیشنلزم، سیکولرزم کے معنی لادینی، غیر مذہبی، خدا بیزاری کے ہیں، اور اصطلاح میں سیکولرزم ایسے رجحان کو کہا جاتا ہے جس کا تعلق سیاسی اور سماجی اداروں میں، مذہبی معتقدات اور مابعد الطبعی تصورات پر مبنی نہ ہوں، اس کا دوسرا جزء نیشنلزم ہے جو مساوات، انقلابی اور قومی نظریہ کے مترادف ہے۔ ان کے علاوہ آج کے ترقی پذیر دور میں مغربی جمہوریت کے کچھ اور اجزاء ترکیبی امیدواری (Candidating) ورغلانا (Canvincing) پروپیگنڈہ، رائے دہندگی (Voting) اور کثرت رائے (Majority) نکل آئے ہیں جو جمہوریت کے بازار میں سکہ رائج الوقت کی طرح چلتے ہیں۔

جمہوریت نے کیادیا؟ ابتداء میں جمہوریت کا نظریہ شخصی حاکمیت کے مقابلے میں پیش کیا گیا تھا، جس کے معنی یہ تھے کہ خاندان کے کسی ایک فرد کو لاکھوں اور کروڑوں انسانوں پر حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں، تمام انسان برابر ہیں، ان میں سے ہر ایک کی اپنی انفرادی اہمیت ہے، جب کہ شخصی حکومت میں انفرادی حیثیت غلامی میں تبدیل ہوجاتی ہے، اس لیے انسانیت اور انفرادی اہمیت کی از سر نو بحالی کے لیے ایک ہی راستہ تھا کہ جمہوریت کو فروغ دیا جائے؛ تاکہ انسان کی حیثیت صرف ایک خارجی شئے کی نہ رہ جائے؛ بلکہ اسے سماجی، سیاسی اور شہری حقوق بدرجہ اتم حاصل ہوں، وحشی مادی قوتوں اور بہیمانہ خاصیتوں کا زوال ہو، اور انسان انسانیت کی ڈگر پر آگے بڑھ سکے، اقتصادیات میں قومی دولت کو اتنا فروغ مل جائے کہ ملک کی ساری آبادی کو ایک معقول زندگی بسر کرنے کا موقع ہاتھ آسکے اور دولت کی تقسیم کا ایسا معقول انتظام ہو کہ سرمایہ دار اور مزدور کی طبقاتی کشمکش ختم ہو اور ہر ایک کو معیاری زندگی گزارنے کے اسباب مہیا کرائے جاسکیں۔

لیکن بدقسمتی سے ایسا نہ ہوسکا، جمہوریت کے تانے بانے بھی ان مسائل کو حل کرنے میں تارِ عنکبوت ثابت ہوئے، آج دنیا دیکھ رہی ہے کہ جن خطرات سے بچنے کے لیے اتنے پاپڑ بیلے گئے تھے وہ سب خواب وخیال بن کر آرزؤں کی چتا پر بے گور وکفن پڑے ہوئے ہیں، اس کے برعکس قومیت ووطنیت کے جھگڑے نے آج سارے عالم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، اور آمریت خم ٹھونک کر میدان میں آگئی ہے، استعماریت نے اپنے خونی پنجے انسانیت کی شہ رگ میں اتارنا شروع کردیا ہے، طبقاتی کشمکش اور غریبی امیری کی خلیجیں اتنی گہری ہوگئی ہیں کہ شاید مدتوں تک انہیں پاٹا نہ جاسکے۔ اور اس طرح دنیا دو عالمگیر جنگوں کی تباہ کاریوں کے بعد تیسری جنگ کے دہانے پر کھڑی ہوئی ہے، نیوکلیائی ہتھیاروں اور ایٹمی توانائی کے اس دور میں جس کا روکنا شاید ممکن نہ ہو۔

غلطی کہاں ہوئی؟ جمہوریت میں جہاں تک شخصی حاکمیت کے ختم کرنے کا تصور ہے وہ اپنی جگہ نہ صرف درست بلکہ لائق ستائش ہے، ہمیں اس سے بھی انکار نہیں کہ جمہوریت کی دعوت ایک ایسی دعوت ہے، جو عام انسانی سوسائٹی کی عالمی انسانی تنظیم کے لیے کوشش کرتی ہے، ہمیں یہ بھی علم ہے کہ جمہوریت افراد اور قوموں کے درمیان بلاتفریق تمام نوع انسان کی بھلائی اور خوش حالی کے لیے کوشاں ہے، اگر بات اتنی ہی ہوتی تو اس سے انسانیت کو درپیش چیلنج کا حل بآسانی ہوسکتا، لیکن بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی ہے، بلکہ شخصی حکومت کے عدم سے ایک وجود اور نہیں سے ''ہے'' نے جنم لے لیا ہے۔ جو بنیادی طور پر غلط ہے، عوام کی حکومت اور قانون سازی کا حق (Right to Rule) عوام کو دیدینا یہ جمہوریت کی اتنی بڑی خرابی ہے جس نے اس کے تمام اصلاحی اقدامات اور انقلابی افکار کو منجمد کردیا ہے، جب سنگ بنیاد ہی ٹیڑھی ہو تو دیوار کے سیدھے ہونے کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے، یہی وہ مقام ہے جہاں جمہوریت کے بانیوں اور داعیوں نے شدید ٹھوکریں کھائی ہیں وہ یہ بھول گئے کہ یہ نظریہ انسان پر انسان کی برتری کو تسلیم کرتا ہے اور یہی ملوکیت کی دوسری شکل ہے، (بقیہ صفحہ: ۷ر پر)

اچھی باتیں

''آپ کی آنکھیں اکثر وہی لوگ کھولتے ہیں جن پر آپ آنکھیں بند کر کے بھروسہ کرتے ہیں ☆ اپنوں سے سوچ سمجھ کر روٹھیے کیوں کہ اب منانے کا رواج ختم ہوگیا ہے ☆ کسی سے ادھار لی ہوئی رقم اس کی یاد دلانے سے پہلے ادا کردیا کریں؛ اس لیے کہ اس عمل سے آپ کے کردار کی شناخت ہوتی ہے ☆ کچھ لوگ اور کچھ واقعات انسان کو اتنا خاموش بنادیتے ہیں کہ ضروری بات کرنے کو بھی دل نہیں کرتا ☆ کچھ چیزیں کبھی عرصہ بعد پلٹ کر شرمندہ کرنے آجاتی ہیں، خصوصاً کسی کو دیا ہوا دھوکہ یا کوئی بولا ہوا جھوٹ ☆ اللہ محنت کا پھل اور مسئلے کا حل دے گا، یہ مت سوچو کب دے گا، جب دے گا بے حساب دے گا ☆ عاجزی یہ ہے کہ انسان دوسروں کے اندر ایک برائی دیکھے تو اسے اپنی دس یاد آجائیں۔'' (حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

''رام مندر میں ''پران پرتشٹھا'' کسی سیاسی لیڈر کا کام نہیں ہے، بلکہ یہ سادھو سنتوں کا کام ہے، جب ملک کا وزیر اعظم اس کام کو انجام دے گا پھر وہ (سادھو سنت) وہاں جا کر کیا کریں گے، کیا وہ محض تماشائی بنے رہیں گے، لہذا سادھو سنتوں کی بڑی تعداد بشمول شنکر آچاریوں نے رام مندر کی افتتاحی تقریب میں شرکت کرنے سے انکار کردیا ہے، ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ مندر کا کام ابھی ادھورا ہے تو پھر اس کے افتتاح کی اتنی جلدی کیوں؟ کیا آئندہ لوک سبھا انتخابات کے پیش نظر آنا فانا میں یہ سب کیا جارہا ہے، دیگر یہ کہ مذہبی روایت کے مطابق بغیر سیتا کے ''پران پرتشٹھا'' نہیں کیا جاتا ہے، یعنی رام کے ساتھ سیتا کا ہونا لازمی ہے، لیکن ایسا نہیں ہورہا ہے۔ (اداریہ پندار ۱۴ر جنوری ۲۰۲۴)

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

ہدایت یافتہ لوگ

''جولوگ ایمان لائے اورانہوں نے اپنے ایمان کوشرک کی آمیزش سے محفوظ رکھا، ایسوں ہی کے لئے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ لوگ ہیں'' (سورہ انعام:۸۲)

مطلب: دنیاوآخرت میں وہی لوگ کامیاب وبامراد ہوں گے جن کے دل نورایمانی سے مزین ہوں گے اوراپنے اعمال وکردار سے خالص اللہ کی رضاوخوشنودی کے طلبگار رہوں گے، یہیں سے معلوم ہوا کہ صرف ایمان لانا کافی نہیں ہے، بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ ایمان کے ساتھ کسی بھی درجہ میں شرک کی آمیزش نہیں ہونی چاہئے، دراصل مسلمانوں کے ایمان کی کسوٹی بغیر کسی استثناء کے ہر چھوٹے بڑے کام میں اللہ اور رسول کے احکام کی پیروی اوراتباع ہی ہے، اس لئے حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہشات میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہوجائیں، اب اگر ایک شخص اللہ کوایک مانتا ہولیکن اس کے اختیارات میں غیراللہ کو شریک بھی سمجھتا ہو، یا اپنے معبودان باطل کواللہ کے حضور سفارشی تصور کرتا ہوتو یہ ایمان کے ساتھ شرک کی آمیزش ہے، ایسی باتوں سے بچے بغیر انسان ہدایت یافتہ نہیں ہوسکتا، کیونکہ اسلام میں اللہ کے علاوہ کسی بھی چیز کے سامنے سجدہ ریز ہونا، اس کوحاجت روا سمجھنا اوراس میں اللہ کی ذات وصفات کوثابت کرنا قطعاً حرام ہے، مخلوق چاہے کتنی ہی قابل احترام کیوں نہ ہواس کے ساتھ خالق والا معاملہ روانہیں رکھا جاسکتا ہے، آیت میں ''وَ لَمۡ یَلۡبِسُوۡۤا اِیۡمَانَہُمۡ بِظُلۡمٍ'' فرمایا، اس میں ہر قسم کا شرک شامل ہے، جب یہ آیت نازل ہوئی توصحابہ پر بڑا شاق گذرا، چنانچہ ایک صحابی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے کون ہے جواپنے آپ پرظلم نہیں کرتا، یعنی کوئی گناہ نہیں کرتا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آیت کا وہ مطلب نہیں ہے جوتم سمجھ رہے ہو، کیاتم لوگوں نے اللہ کے نیک بندے لقمان علیہ کا قول نہیں سنا ''یٰبُنَیَّ لَا تُشۡرِکۡ بِاللّٰہِ اِنَّ الشِّرۡکَ لَظُلۡمٌ عَظِیۡمٌ'' اے میرے بیٹے! اللہ کا کسی کوشریک نہ بناؤ، بے شک شرک ظلم عظیم ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہاں ظلم سے مراد شرک ہے (مسند احمد) چاہے اس کی ذات وصفات میں کسی اورکوحاجت روا تسلیم کریں یا اس کی تخلیق میں، چنانچہ اس آیت کی مزید وضاحت کرتے ہوئے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے لکھا کہ ''اس آیت سے معلوم ہوا کہ شریک صرف یہی نہیں کہ کھلے طور پر مشرک وبت پرست ہوجائے بلکہ وہ آدمی بھی مشرک ہے جواگرچہ کسی بت کی پوجاپاٹ نہیں کرتا اورکلمہ اسلام پڑھتا ہے، مگر کسی فرشتہ یارسول یا کسی ولی اللہ کواللہ کی بعض صفات خاصہ کاشریک ٹھہرائے، اس میں ان عوام کے لئے سخت تنبیہ ہے جواولیاء اللہ اوران کے مزار کوحاجت روا سمجھتے ہیں اور عملاً ان کوایسے سمجھتے ہیں کہ گویا خدائی اختیارات ان کے حوالے کردیئے گئے ہیں، نعوذ باللہ'' (معارف القرآن: ۳/۳۸۷) سچا مسلمان اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کی اطاعت کرنے والا اوراسی کے سامنے عاجزی وفروتنی اختیار کرنے والا ہوتا ہے اور ہر معاملہ میں اللہ کی نصرت اورتائید کامحتاج ہوتا ہے، یہی ایمان کا تقاضہ ہے اوریہی مسلمانوں سے مطلوب بھی ہے۔

معیار سعادت

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جوشخص کسی مومن سے دنیا کی مشقتوں میں سے کسی مشقت کودورکردے گا، اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی مشقتوں میں ایک بڑی مشقت کودور کردے گا۔ اور جوکسی تنگ دست کوآسانی بہم پہونچائے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کے ساتھ آسانی کا معاملہ فرمائیں گے...... اور جوشخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔ بندہ جب تک اپنے بھائی کی مدد میں ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کی طرف ایک راستہ آسان فرمادیتا ہے۔ اور جب کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوکر کتاب اللہ کی تلاوت کرتی ہے اوراسے آپس میں پڑھتی پڑھاتی ہے تواس پرسکینت کا نزول ہوتا ہے۔ رحمت اس کوڈھانپ لیتی ہے اور ملائکہ اس کواپنے احاطہ میں لے لیتے ہیں اور اللہ رب العزت ان کا تذکرہ ان لوگوں میں فرماتے ہیں جوان کے پاس ہوتے ہیں۔ اور جس کواس کا عمل پیچھے ڈال دیتا ہے اس کواس کا نسب آگے نہیں لے جاسکتا۔ (مسلم شریف)

وضاحت: اس حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی اہم باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے اوراس پرعمل کرنے کی ترغیب دی ہے، اگر حدیث پاک کے تمام پہلوؤں پرغور کیا جائے توایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس میں دنیا وآخرت کی تمام نیکی وبھلائی کوبیان کردیا گیا ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی وخیرخواہی کرنا، مصیبتوں اور پریشانیوں میں ان کا تعاون کرنا، ان کے عیوب کی پردہ پوشی کرنا اوران کے ساتھ اچھا سلوک کرنا باعث اجر وثواب اور رحمت خداوندی کومتوجہ کرنا ہے، جو اپنے مسلمان بھائیوں کی اعانت ومدد کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرمادیتا ہے اوراس پر رحمت کی بارش برساتا ہے۔ اس طرح جب کوئی قوم اللہ کی یاد میں مشغول رہتی ہے، تلاوت کلام اللہ سے اپنے قلوب کومنور کرتی ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے دلوں میں سکون وطمانیت کی ایک خاص کیفیت پیدا کردیتے ہیں۔ ذہنی تناؤ اور دماغی الجھن کودور کردیتے ہیں اور فخر ومباحات کرتے ہیں، حدیث پاک کے اخیر جملہ میں انسان کوعمل صالح کی ترغیب دی گئی ہے اور بتایا گیا کہ انسان کے ذاتی اعمال پرہی جزا وسزا کا انحصار ہوتا ہے۔ اگر اس کی سیرت وکردار، اخلاق وعادات اور طور وطریقے درست نہیں ہیں تواس کا کوئی عمل اس کے لئے مفید ثابت نہیں ہوسکتا صرف حسب ونسب کی برتری اور خاندانی وجاہت و شرافت سے ترقی نہیں مل سکتی۔ اللہ کے یہاں حسب ونسب پر فیصلہ نہیں ہوا کرتا ہے۔ بلکہ عمل وکردار کی بلندی اوراعمال میں اخلاص وللّٰہیت معیار سعادت ہے۔ ''اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ'' تمہارا سب سے معزز اللہ کے نزدیک تمہارا سب سے بڑا متقی ہے جوتقویٰ میں جتنا زیادہ مکمل ہوگا۔ وہ معیار سعادت میں اتنا ہی زیادہ کامیاب ہوگا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ مال ودولت اور ظاہری وجاہت پرفیصلہ نہیں فرماتے ہیں بلکہ وہ انسانوں کے اعمال اوراس کے قلوب کودیکھتے ہیں۔ ان اللہ لا ینظر الی صورکم و اجسامکم و اموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم و اعمالکم.

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

چمڑے کے موزے (خف) پرمسح:

س: خف (چرمی موزہ) پرمسح کب کیا جائے گا، طریقہ کیا ہے اورمسح کی مدت کتنی ہے؟

ج: موزہ پرمسح کے صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اسکووضو کے بعد حدث لاحق ہونے (نقض وضو) سے پہلے پہنا گیا ہو، لہذا وہ موزہ جسے وضو سے پہلے پہنا گیا ہو، اس پرمسح جائز نہیں ہے۔ و یجوز من کل حدث موجب للوضوء اذا لبسهما علی طهارة کاملة ثم احدث(الهداية با ب المسح علی الخفین) مسح کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے وضو کیا جائے، یعنی مسنون طریقہ پر ہاتھ وچہرہ دھولیا جائے اورسر کا مسح کرلیا جائے، پھراپنے دونوں ہاتھوں کوغیرمستعمل پانی سے ترکرلیا جائے، اس کے بعد دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کوکشادہ کرکے دونوں پاؤں کے موزوں پررکھا جائے، داہنے ہاتھ کوداہنے پاؤں اور بائیں ہاتھ کوبائیں پاؤں پراورایک ہی ساتھ دونوں موزوں کومسح کیا جائے، مسح کی ابتداء پاؤں کی انگلیوں کی طرف سے کی جائے اور ہاتھ کی انگلیوں کوٹخنوں تک اس طرح کھینچا جائے کہ موزے پرپانی کے خطوط کھنچ جائیں۔ (شامی۱/ ۴۴۸) مسح کی مدت مقیم کے لیے ایک دن اورایک رات اورمسافر کے لیے تین دن اورتین رات ہے۔ ''و یجوز للمقیم یوما و لیلةو للمسافر ثلثة ایام و لیالیها'' (هداية ۱ /۵۷) اور یہ مدت نواقض وضوپیش آنے کے بعد سے شروع ہوتی ہے نہ کہ مسح کے وقت اور نہ ہی موزہ پہننے کے وقت سے، مثلاً ایک مقیم شخص نے ظہر کے وقت وضو کرکے موزہ پہنا اوراس کا وضومغرب کے وقت ٹوٹ گیا تووہ شخص اگلے مغرب تک (جس وقت وضوٹوٹ گیا تھا) اس پرمسح کرسکتا ہے۔ و ابتداء المدة...... من وقت الحدث ای لا من وقت المسح الاول...ولا من وقت اللبس (شامی ۱ /۴۵۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اونی یاسوتی موزے پرمسح؟

س: مروجہ اونی یاسوتی موزہ پرمسح درست ہے یانہیں؟

ج: اونی یاسوتی موزہ پرمسح کے جائز ہونے کے لیے چارشرطیں ہیں، اگران میں سے ایک بھی شرط نہ پائی جائے تومسح جائز نہیں ہوگا: (۱) موزہ اتنا موٹا ہوکہ ایک فرسخ (تین میل) اسکوپہن کربغیر جوتا چپل کے چلا جائے تووہ نہ پھٹے۔

(۲) پنڈلی پربغیر کسی چیز سے باندھے ہوئے ازخود ٹکا رہے۔ (۳) اس کے پہننے کے بعد پاؤں کی کھال نظرنہ آئے۔ (۴) موزہ اتنا موٹا ہوکہ پانی نیچے تک سرایت نہ کرے۔ اورظاہر ہے کہ اونی اورسوتی موزے میں مذکورہ تمام شرطیں نہیں پائی جاتی ہیں، اس لیے اس پرمسح جائز نہیں ہوگا، البتہ سوتی یااونی موزہ میں مذکورہ شرطیں پائی جاتی ہوں تواس پرمسح جائز ہوگا۔ " او جوربیه...... الثخینین بحیث یمشی فرسخا و یثبت علی الساق بنفسه و لا یری ما تحته و لا یشف" (الدر المختار ۱ /۴۵۱)

و قال خرج عنه ما کان من کرباس بالکسر و بالثوب من القطن الأبیض ویلحق بالکرباس کل ماکان من نوع الخیط کالکتان و الابریسم و نحوهما (شامی ۱ /۴۵۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوتی موزے پرچمڑے کا موزہ:

س: اگرکوئی شخص سوتی یااونی موزے پرچمڑے کا موزہ پہن رکھا ہوتواس پرمسح درست ہے یانہیں۔؟

ج: اگراونی یاسوتی موزے پرچمڑے کے موزے پہن لیے جائیں تواس خف پرمسح شرعاً جائز ودرست ہے۔ '' یعلم منه جواز المسح علی خف لبس فوق مخیط من کرباس او جوخ و نحوهما مما لا یجوز علیه المسح"(البحر الرائق ۱ /۳۱۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موزہ اتار لینے کے بعد مسح کا حکم:

س: کیا موزہ اتار لینے یامدت مسح ختم ہوجانے سے مسح ختم ہوجاتا ہے، اگرمسح ختم ہوجاتا ہے، توپھر سے وضوکرنا ہوگا یاصرف پیردھولینا کافی ہوگا؟

ج: موزہ اتار لینے سے مسح ختم ہوجاتا ہے، خواہ دونوں پیرکا موزہ اتارے یاایک کے اکثر حصہ کا، اسی طرح سے مسح کی مدت پوری ہوجانے سے بھی مسح ختم ہوجاتا ہے۔ اب اگروضو باقی ہے اورمسح ختم ہوگیا ہے تواعادہ وضوکی ضرورت نہیں ہے، پیردھولینا کافی ہے۔

''و ینقض المسح کل شئی ینقض الوضوء ... و اذا تمت المدة نزع خفیه و غسل رجلیه و لیس علیه اعادة بقیة الوضوء و کذا اذا نزع قبل المدة" (هداية ۱ /۵۹.۶۰)

موزہ کا کتنا پھٹن مانع مسح ہے؟

س: اگرموزہ پھٹ گیا ہوجس سے پیرنظر آتا ہوتواس پرمسح جائز ہے یانہیں؟

ج: اگرموزہ کسی جگہ سے پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر پھٹا ہو، جس سے چلنے کے وقت پاؤں ظاہر ہوتا ہوتواس پرمسح جائز نہیں ہے۔ (شامی) اوراگرایک ہی موزہ میں مختلف جگہ خرق (پھٹن) ہوجوعلاحدہ علاحدہ توتین انگلیوں کی مقدار نہیں مگرسب کوملا دیا جائے توتین انگلیوں کے برابر ہوجائے، اس صورت میں بھی مسح جائز نہیں، اگر دونوں موزوں میں مختلف جگہ خروق ہیں، لیکن ہرایک موزہ کی مجموعی خروق تین انگلیوں کے برابر نہیں تومسح کرنا جائز ہے (شامی) (فتاویٰ علماء ہند۲/۱۴۶)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلدنمبر 64/74 شمارہ نمبر 04 مورخہ ۱۰ر رجب المرجب ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۲رجنوری ۲۰۲۴ء روزسوموار

جمہوری اقدار کی حفاظت

نقیب کا یہ شمارہ جب آپ کے ہاتھوں میں پہونچے گا، آپ جشن جمہوریت منانے کی تیاری کررہے ہوں گے، ہر سال کی طرح امسال بھی جشن منایا جائے گا، ہندوستان کی تہذیبی وثقافتی جھانکیاں پیش کی جائیں گی، دفاعی میدان اور اسلحوں کی دوڑ میں ہماری جو حصولیابیاں ہیں، اس کا مظاہرہ کیا جائے گا، شہیدوں کو خراج عقیدت پیش کیا جائے گا، پورا ملک جشن میں ڈوب جائے گا، ترنگے جھنڈوں کے ساتھ مدرسوں، اسکولوں اور اداروں میں رنگارنگ تقریب ہوگی، طلبہ وطالبات کو انعامات سے نوازا جائے گا، سیاسی حضرات کی جانب سے ہندوستان کے مجاہدین آزادی کا گن گان کیا جائے گا، اور لمبے چوڑے بیانات اور وعدوں کے ذریعہ سیدھے سادے عوام کو لبھانے کی کوشش کی جائے گی اور ایسا پہلی بار نہیں ہوگا، ہر سال ایسا ہی ہوتا ہے 26 جنوری گذرا اور ہم سب یہ بھول جاتے ہیں کہ جمہوریت کے لفظی نعروں کی کوئی حقیقت نہیں ہے، اصل ہے جمہوری اقدار کا تحفظ؛ جس سے ملک دور سے دور ہوتا جارہا ہے، ہم نے جمہوریت کا مطلب صرف عوام کی حکومت، عوام کے لیے عوام کے ذریعہ سمجھ لیا ہے اور ہر پانچ سال پر انتخابات میں سارے حربے استعمال کرکے حکومت پر جو قبضہ کیا جاتا ہے، اسے ہم جمہوری طریقہ کار سے تعبیر کرتے ہیں اور خوب خوش ہوتے ہیں کہ ہمارا ملک جمہوری اعتبار سے مضبوط ہے، یہاں عوامی حکومت ہے اور اس قدر مضبوط ہے کہ پڑوسی ملکوں کی طرح یہاں مارشل لا لگانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی اور ملک تیزی سے ترقی کررہا ہے۔

یقیناً ترقی کررہا ہے، آزادی سے قبل جن گھروں میں سائیکل دستیاب نہیں تھی، آج موٹر سائیکل اس گھر میں موجود ہے اور بعض گھروں میں تو ہر آدمی کے لیے موٹر سائیکل دستیاب ہے، چار چکے کی بھی کمی نہیں ہے، کھانے کے لیے آزادی سے قبل عموماً عام لوگوں کے لیے باجرہ، جوار اور جو ہی مہیا تھا، گیہوں کی روٹی شاید باید گھروں میں ہر روز مہیا ہو پاتی تھی، دھوتی اور کپڑے بھی پورے طور پر فراہم نہیں تھے، زمینداروں کے ظلم وستم نے عام لوگوں کا جینا دوبھر کردیا تھا، بعض حرکات تو انسانیت کو ذلیل کرنے والی ہوتی تھیں، جوتے پہن کر ان کے دروازے سے گذرا نہیں جاسکتا تھا، سواری پر بیٹھ کر کوئی گذر جائے تو قیامت آجاتی تھی، لوگ بندھوا مزدوروں کی طرح ان کے یہاں کام کرتے اور کرتے کرتے مرجاتے تھے، یہ معاملہ نسل درنسل چلتا تھا، ایسے لوگوں کی اپنی مرضی نہیں ہوا کرتی تھی، سارا کچھ مالک کی مرضی کے تابع ہوتا تھا، تھوڑی سی غلطی اور چوک پر چمڑی ادھیڑ دی جاتی تھی، اور عفو ودرگذر، رحم وکرم کا خانہ خالی رہتا تھا، انسانیت سسک رہی تھی، کسان خودکشی کرلیا کرتے تھے، پوس کی رات اور جاڑے کی یخ بستہ سردی میں کھیتوں کی رکھوالی کرتے کرتے عمر گذر جاتی تھی۔

ملک آزاد ہوا، زمینداری ختم ہوئی، جمہوری دستور نافذ ہوا تو ملک کے عوام نے اطمینان کا سانس لیا اور بہت کچھ منظر بدلا، انسانی قدروں کی پامالی پر روک لگی، بندھوا مزدوری کا رواج ختم تو نہیں ہوسکا، کم ضرور ہوا، کھیت کسانوں کا ہوگیا، ان کی بھی خودکشی کے واقعات سامنے آنے کے باوجود حالات پہلے سے اچھے ضرور ہیں۔

اس جمہوری نظام کی وجہ سے حکومتیں بدلتی رہی ہیں، الگ الگ منشور اور مینوفیسٹو پر کام شروع ہوا، جو حکومت آئی اس نے اپنے نظریات ملک پر تھوپنے کی کوشش کی، اس کے نتیجے میں بھی بہت کچھ بدلا اور بدلتا چلا گیا، کسی نے گھوم کر دیکھنے کی کوشش نہیں کی کہ سلطانئ جمہور میں، جمہوری اقدار کا جنازہ کس طرح نکلا اور نکلتا چلا گیا، سیاسی پارٹیوں کو حکومت عزیز تھی، جہاں سے ملے اور جس طرح ملے اور جتنے اقدار کو دفن کرکے ملے۔ سو انہیں جمہوری اقدار کے تحفظ کی فکر کبھی نہیں ہوئی۔

اس صورت حال نے جمہوری اقدار کو پامال کیا، جمہوریت میں صرف حکومت کا ہی عوامی ہونا ضروری نہیں ہے، عوام کی خواہشات، امنگیں، ان کے حقوق کا تحفظ، مذہب پر چلنے کی آزادی سب کا خیال رکھنا ضروری ہے، بدقسمتی سے بی جے پی کی مرکزی حکومت نے ہر سطح پر ان اقدار کو تہس نہس کرکے رکھ دیا ہے، مہنگائی بڑھتی جارہی ہے، گورکچھا، لو جہاد، مندر تعمیر اور اب اس کے افتاح کے نام پر رواداری کا ماحول گذشتہ سالوں میں تیزی سے ختم ہوا ہے، نوٹ بندی اور جی ایس ٹی نے عوامی زندگی کو اس قدر متاثر کیا ہے کہ چھوٹے کاروباری تجارت کے اعتبار سے ختم ہوچکے ہیں، طویل عرصہ گذر جانے کے بعد بھی اب تک وہ اپنے کاروبار کو پھر سے کھڑا نہیں کرپائے ہیں۔ گاندھی جی اس ملک میں عدم تشدد اور اہنسا کی علامت کے طور پر مختلف جگہوں پر تصویری شکل میں موجود تھے، انہیں بھی دیش نکالا دینے کی تیاری زوروں پر چل رہی ہے، کئی جگہ سے انہیں ہٹایا جاچکا ہے اور روپے پر بھی کتنے دن نظر آئیں گے، کہنا مشکل ہے، نسلی اور مذہبی بنیادوں پر ملکی باشندوں کو عصبیت کا سامنا ہے اور جان بوجھ کر دلتوں، مسلمانوں اور لسانی اقلیتوں کو نظر انداز کیا جارہا ہے، بحالیوں میں اور اعلیٰ عہدوں پر تقرریوں میں بھی سرکار سینئرٹی کو نظر انداز کرکے پرانے لوگوں کی حوصلہ شکنی کررہی ہے،

یہ مکمل حالات نہیں، حالات کا ہلکا سا اشاریہ ہے، اس کو پھیلایا جائے تو بات دیر تک چلے گی اور دور تک جائے گی، کہنا صرف یہ ہے کہ ملک میں جس طرح جمہوری اقدار پامال ہورہے ہیں اور کسی کو اس کی فکر نہیں ہے، ایسے میں جشن جمہوریت محض ایک رسم ہے؛ چونکہ یہ رسم ملکی دستور سے محبت کی علامت سمجھا جاتا رہا ہے، اس لیے ہر سطح پر اس جشن کا اہتمام کرنا چاہیے اور پورے جوش وخروش کے ساتھ کرنا چاہیے، لیکن یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ جمہوری اقدار کے تحفظ کی ضرورت پہلے سے آج کہیں زیادہ ہے، ملک کے سیاسی رہنماؤں کو اس کے لیے اقدام کرنا چاہیے، یہ ملک سے محبت اور وفاداری کا تقاضہ بھی ہے اور جمہوری دستور کے تحفظ؛ بلکہ مجاہدین آزادی کو خراج عقیدت پیش کرنے کا بہترین طریقہ بھی۔

چلے چلو کہ ابھی وہ منزل نہیں آئی

مالدیپ اور ہندوستان کے بگڑتے تعلقات

بحر ہند میں جمہوریہ مالدیپ گیارہ سو برانوے (1192) جزائر پر مشتمل ایک چھوٹا سا ملک ہے جن میں دو سو جزیروں پر انسانی آبادی پائی جاتی ہے، یہ ہندوستان کے جزائر لکشدیپ کے جنوب اور سری لنکا سے سات سو کلو میٹر (435 میل) جنوب مغرب میں واقع ہے، یہاں کا دار الحکومت مالے ہے جہاں ملک کی مجموعی آبادی کے اسی فیصد لوگ بود وباش اختیار کیے ہوئے ہیں، یہاں کی سرکاری زبان ''دیویہی'' ہے گیارہ نومبر 1968 اس کا یوم تاسیس ہے، بعضوں نے 26 جولائی 1965 بھی لکھا ہے، یہاں کے سربراہ ان دنوں محمد معیز ہیں، جو 17 نومبر 2023 کو منتخب ہوکر برسر اقتدار آئے ہیں۔ ہندوستان سے مالدیپ کا رشتہ بہت قدیم ہے، البتہ یہاں کے حکمرانوں میں بعض چین نواز بھی ہوا کیے ہیں، محمد معیز کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ چین نواز ہیں، اسی لیے سابقہ حکمرانوں کے برعکس انہوں نے منتخب ہونے کے بعد ہندوستان کے بجائے پہلے چین جانے کا فیصلہ لیا اور وہاں سے آکر جو بیان دیا ہے وہ بہت معنی خیز ہے، انہوں نے کہا کہ ہم چھوٹے ضروری ہیں، لیکن کسی کے دباؤ میں رہنے والے نہیں ہیں، اور ہمیں کوئی دھمکا نہیں سکتا، یہ بیان انہوں نے اس پس منظر میں دیا ہے کہ ان کے تین وزراء نے وزیر اعظم نریندر مودی کے بارے میں کچھ ایسا تبصرہ کیا تھا، جسے ہندوستان نے ہتک آمیز قرار دیا تھا، محمد معیز نے ان تینوں وزراء پر کاروائی کرتے ہوئے انہیں کابینہ سے نکال دیا جو ایک بڑا اقدام تھا، لیکن ہندوستان اس سے مطمئن نہیں ہے اور اپنی بے اطمینانی کا اظہار مختلف طریقوں سے کرتا رہا ہے، اس کی وجہ سے دونوں ملکوں کے تعلقات میں کشیدگی پیدا ہوگئی ہے، یہ کشیدگی دونوں ملکوں کے لیے نقصان دہ ثابت ہوسکتی ہے، تازہ خبر کے مطابق مالدیپ نے ان اٹھاسی (88) فوجیوں کو ملک چھوڑ دینے کو کہا ہے جو برسوں سے وہاں تعینات ہیں۔

ہندوستان سے مالدیپ کا رشتہ ملک کے تحفظ، فوجی تربیت، تجارت، سیاحت، صحت وتعلیم کے حوالہ سے مضبوط رہا ہے، 1988 سے ہی ہندوستان مالدیپ کو تحفظ کے نقطہ نظر سے تعاون دیتا رہا ہے، اپریل 2016 میں ایک معاہدہ مالدیپ اور ہندوستان کے درمیان ''ایکشن پلان فار ڈیفنس'' کے نام سے ہوا تھا، جس کے مطابق ہندوستان مالدیپ کو سو فیصد تعاون دینے کا پابند ہے، گذشتہ دس سالوں میں ہندوستان نے ایم این ڈی ایف (MNDF) کے پندرہ سو ارکان کو فوجی تربیت دینے کا کام کیا ہے، ہندوستانی بحریہ فضائی نگرانی کے لیے بھی مالدیپ کو تعاون دیتی رہی ہے۔

معاشی اعتبار سے دیکھیں تو مالدیپ چاول، گیہوں، چینی، آلو، پیاز اور تعمیراتی سامانوں کے لیے ہندوستان پر منحصر ہے، مودی دور حکومت میں مالدیپ سے تجارت میں تین گنا اضافہ ہوا ہے، تجارتی نقطہ نظر سے اسٹیٹ بینک آف انڈیا مالیات کی فراہمی میں تیسرا بڑا معاون مالدیپ کا ہے، ہندوستان نے مالدیپ کو چار سو کروڑ روپے بطور تعاون مالی سال 2023-2022 میں دیا ہے۔

مالدیپ کی معیشت کا بڑا انحصار سیاحت پر ہے، وہاں کی گھریلو آمدنی کا ایک تہائی حصہ سیاحت سے فراہم ہوتا ہے، وہاں اوسطاً ہر سال اٹھارہ لاکھ سے زیادہ سیاح آتے ہیں، جن میں بڑی تعداد ہندوستانیوں کی ہوتی ہے۔ 2023 میں جتنے سیاح مالدیپ آئے ان میں بارہ فیصد ہندوستانی تھے۔

اسی طرح وہاں تعلیم اور صحت کے ادارے کے فروغ میں بھی ہندوستان کی اہم حصہ داری رہی ہے، ہندوستان نے وہاں اندرا گاندھی میموریل اسپتال کو جدید ٹکنالوجی سے آراستہ کرنے کے لیے باون (52) کروڑ روپے دیے اور ایک سو پچاس سے زائد اسپتالوں کے لیے جو مختلف جزیروں پر واقع ہیں رقومات فراہم کی ہیں، مالدیپ کے اساتذہ کو تربیت دینے کے لیے ہندوستان نے وہاں ووکیشنل تربیت کے مراکز قائم کیے اور اطلاع کے مطابق دو ہزار سے زائد لوگوں کو تربیت دینے کا کام کیا ہے، اس کے علاوہ مختلف میدانوں میں فنی تربیت دینے کے لیے ہندوستان اپنے یہاں بھی مالدیپ سے لوگوں کو بلاتا رہا ہے، اسی وجہ سے مالدیپ کے حکمراں ہندوستان سے تعلقات استوار رکھنے میں سبقت لے جاتے رہے ہیں، محمد معز نے انتخاب ہی اس منشور پر لڑا تھا کہ وہ ہندوستان پر انحصار کو کم کریں گے، چنانچہ انہوں نے آتے ہی یہ کام شروع کردیا ہے۔ انہوں نے ہندوستان کے بجائے چین پر انحصار کو بڑھاوا دیا ہے، چین نے وہاں پہلے سے ہی ایک ارب پینتیس کروڑ ڈالر کی سرمایہ کاری کررکھی ہے، جس کا بڑا حصہ قرض کی شکل میں ہے اور واقعہ یہ ہے کہ مالدیپ کی زمین کے بڑے حصہ پر مختلف سرمایہ کاری کے نام پر چین نے قبضہ کررکھا ہے، اگر مالدیپ کا انحصار چین پر بڑھتا ہے تو علاقہ میں چین کے اثرات میں اضافہ ہوگا، جو ہندوستان کے حق میں نہیں ہے، مالدیپ کی کمزوری یہ ہے کہ وہ ایک چھوٹا ملک ہے اور اپنی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے اسے ہند وچین میں ایک کو چننا ضروری ہے، یہ افسوسناک ہے کہ موجودہ حکمراں محمد معز نے چین کو چن لیا ہے۔

ایک مقدمہ ایسا بھی

مقدمات میں عموماً مدعی یا مدعیہ، مدعیٰ علیہ یا مدعیٰ علیہا میں سے ایک غلطی پر ہوتا ہے، یہ دونوں جب عدالت جاتے ہیں تو عدالت مقدمات کی سماعت کرکے فیصلہ دیا کرتی ہے، لیکن آپ کی واقفیت شاید کسی ایسے مقدمہ سے نہیں ہوگی، جس میں مدعی، مدعیٰ علیہ کے ساتھ ڈسٹرکٹ کورٹ میں مقدمہ کی سماعت کو بھی غلط قرار دیا گیا ہو، نچلی عدالت کے فیصلے کے بعد اعلیٰ سطحی عدالت میں فیصلے بدلتے رہنے کی روایت قدیم ہے، لیکن نچلی عدالت کے ذریعہ مقدمہ کی سماعت ہی غلط ہو، یہ نادر الوقوع ہے، ایسا ہی ایک واقعہ جسٹس من میت سنگھ اڑوڑہ کی عدالت میں سامنے آیا ہے، محترمہ من میت سنگھ نے ہندوستان اسکارٹس اینڈ گائیڈز ایسوسایشن کے ایک مقدمہ میں مدعی اور مدعا علیہ کے ساتھ ضلعی عدالت کی سماعت کو ہی غلط قرار دے دیا ہے، دہلی ہائی کورٹ میں سماعت کے دوران جسٹس من میت سنگھ نے واضح کردیا کہ ضلعی عدالت میں مدعی سنیتا ونود دھوڑی کو ایسوسی ایشن کا قومی سکریٹری مانتے ہوئے دائر مقدمات کو سماعت کے لیے لینا ہی نہیں چاہیے تھا، عرضی خارج ہونے کے بعد درخواست گذار کے ذریعہ ادارہ کے سکریٹری کی حیثیت سے معاملہ کرنا سرے سے غلط تھا، ایسوسی ایشن کے موجودہ سکریٹری گریش جوپال نے عدالت کے فیصلے کا خیر مقدم کیا ہے، حالاں کہ جسٹس من میت سنگھ اڑوڑہ نے نچلی عدالت کی سماعت کو غلط رار دینے کے باوجود ضلعی عدالت کے فیصلے کو برقرار رکھا اور ایسوسی ایشن کا جو انتخاب ۵رمئی ۲۰۱۹ء کو ہوا تھا اسے غیر قانونی قرار دے کر انتخاب کرانے والے ممبران کو توہین عدالت کا مرتکب قرار دیا ہے، یہ معاملہ ایسوسی ایشن کے نئے عہدیداران کے انتخاب سے متعلق تھا۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

منور رانا: آپ آسان سمجھتے ہیں منور ہونا

4؍جنوری 2024ء روز اتوار بوقت 11:30 بجے شب، شعور وآگہی کے پیکر، حساس ذہنوں کے بامقصد ترجمان، ماں کے تقدس کو لفظوں میں نیا آب وتاب دینے والے اور ہجرت کے کرب وبلا کو الفاظ کے سانچے میں ڈھالنے والے اردو غزل ونظم کو نئی سمت اور جہت دینے والے، عظیم شاعر ونثر نگار منور رانا نے اس دنیا سے منہ پھیر لیا، وہ برسوں سے کینسر اور پھیپھڑے کے مرض میں مبتلا تھے، کورونا نے انہیں مستقل مریض بنا دیا تھا، ان کا گردہ بھی متاثر تھا، ڈائیلاسس پر زندگی گذر رہی تھی، میدانتا ہوسپٹل سے ایک ہفتہ قبل اس جی پی جی آئی سنجے گاندھی پوسٹ گریجویٹ انسٹی چیوٹ آف میڈیکل سائنس لکھنؤ منتقل کیا گیا تھا، پس ماندگان میں پانچ بیٹیاں سمیہ رانا، فوزیہ رانا، عرشی رانا، عروصہ رانا، ہبہ رانا اور ایک بیٹا تبریز رانا ہیں، نماز جنازہ دوسرے دن سوموار کو دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں بعد نماز ظہر ندوہ کے ناظر عام مولانا جعفر حسنی ندوی نے پڑھائی، دوسری نماز جنازہ عیش باغ قبرستان کی بڑی مسجد میں امام مسجد حافظ عبد المتین کی اقتدا میں ادا کی گئی اور وصیت کے مطابق عیش باغ چمن قبرستان لکھنؤ میں تدفین عمل میں آئی، جنازہ میں ندوۃ العلماء کے اساتذہ طلبہ شہر کے علماء اور ادبی شخصیات نے شرکت کی، مشہور شاعر نغمہ نگار اور راجیہ سبھا کے سابق رکن جاوید اختر بھی جنازہ میں پیش پیش تھے۔

منور رانا بن انوار رانا بن سید صادق علی ۲۶؍نومبر ۱۹۵۲ء کو رائے بریلی میں پیدا ہوئے، ان کی والدہ کا نام عائشہ اور اہلیہ کا نام راعنا خاتون تھا، ان کا تعلیمی سفر شعیب اسکول اور گورنمنٹ انٹر کالج رائے بریلی ہوتا ہوا لکھنؤ کے سینٹ جانسن ہائی اسکول تک پہونچا، یہیں انہوں نے لکھنؤ کی سشتہ اور سائشتہ زبان کا استعمال کرنا سیکھا، ان کے والد کلکتہ میں تجارت سے لگے ہوئے تھے، چنانچہ انہوں نے ۱۹۶۸ء میں کلکتہ کا سفر کیا اور ملا محمد جان ہائر سکنڈری اسکول سے ہائر سکنڈری اور امیش چندرا کالج سے بی کام کی ڈگری حاصل کی۔

منور رانا نے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے فلمی اداکاروں کے آواز کی نقالی شروع کی، شتروگھن سنہا کے ڈائیلاگ کی وہ اس طرح ہو بہو نقل اتارتے کہ لوگ انہیں ''کلکتہ کا شتروگھن سنہا'' کہنے لگے، پھر انہوں نے مختلف قسم کے ثقافتی پروگرام میں جانا شروع کیا، وہ ناچ، گانے، ڈی جے اور مشاعروں کی مجلسوں میں مختلف انداز میں اپنی حاضر درج کراتے، کبھی نظامت کرکے، کبھی کسی اور کردار میں، انہوں نے ۱۹۷۱ء میں پہلا ڈرامہ ''جے بنگلہ دیش'' لکھا، اس کی ہدایت کاری بھی خود کی، یہ ڈرامہ کلکتہ کے ہومیوپیتھی کالج میں اسٹیج ہوا اور انعام کا مستحق قرار پایا، آغا حشر کاشمیری کے ڈرامہ ''آنکھ کا نشہ'' میں بنی پرشاد ورما کا مرکزی رول کیا، انہوں نے جوگندر کی ایک فلم گیتا اور قرآن کے لیے کہانی بھی لکھی، بدقسمتی سے یہ فلم نہیں بن سکی، جس نے ان کو فلمی دنیا سے شاعری کی طرف متوجہ کر دیا وہ کلکتہ کے مشہور شاعر پروفیسر اعزاز افضل کے حلقۂ تلامذہ میں شامل ہو گئے اور منور علی آتش کے نام سے شاعری کرنے لگے، ان کی پہلی تخلیق سولہ سال کی عمر میں ملا محمد جان اسکول کے مجلّہ میں دور طالب علمی میں چھپی تھی، طویل وقفہ کے بعد ۱۹۷۲ء میں ان کی غزل ماہنامہ شہود کلکتہ میں چھپی، منور رانا نے بعد میں نازش پرتاب گڈھی اور راز الہ آبادی کی بھی شاگردی اختیار کی اور ان دونوں کے مشورے سے منور علی شاداں کے نام سے لکھنے لگے، پھر جب وہ والی آسی کے حلقۂ تلامذہ میں داخل ہوئے تو ان کے مشورہ سے اپنا تخلص ۱۹۷۷ء میں بدل کر منور رانا کر دیا، رانا ان کا خاندانی لاحقہ بھی تھا، اس طرح آتش، شاداں اور منور رانا تک کا ان کا سفر طے ہوا، وہ کلکتہ میں اپنے والد کے ٹرانسپورٹنگ کے کام سے معاش کے حصول کے ساتھ شاعری بھی کرتے رہے، ان کی زندگی میں محبوباؤں اور معشوقہ کا بھی گذر ہوا، لیکن جلد ہی وہ رومانیت سے لوٹ آئے اور عصری حسیت سے بھرپور شاعری کرنے لگے، مشاعروں میں ان کی پوچھ ہونے لگی اور ان کا معاوضہ بھی بڑھتا چلا گیا، انہوں نے ایک ایسے دور میں اردو مشاعروں میں اپنی پہچان بنائی جب گویے اور لہک لہک کر پڑھنے والے شاعر اور شاعرات کی پوچھ زیادہ تھی، وہ تحت اللفظ پڑھا کرتے اور راحت اندوری کی طرح ایکٹنگ بھی نہیں کرتے تھے، اس کے باوجود ان کی شاعری کے رنگ وآہنگ، الفاظ کے برمحل استعمال کی وجہ سے وہ مشاعروں کی جان آن، بان، شان بن جاتے۔

انہوں نے اردو شاعری میں ''ماں'' کے کردار کو زندہ جاوید کر دیا، عظمت، تقدس، اولاد سے بے پناہ محبت، وارفتگی اور اس جیسے کئی اوصاف کو انہوں نے اس قدر مہارت، چابک دستی اور نئے نئے زاویے سے بیان کیا کہ ان کی شاعری کی یہ شناخت بن گئی، ملک وبیرون ملک ''ماں'' کے تئیں ان کے جذبے کو لوگ سنا کرتے اور سر دھنتے، انہوں نے پاکستان کے ایک مشاعرہ کے لیے ''مہاجر نامہ'' لکھا، اس میں ہجرت کے کرب اور محرومی کا ذکر اس انداز میں کیا کہ وہ جگ بیتی بن گئی، بعد میں انہوں نے اس کے اشعار میں اضافہ کرکے پانچ سو اشعار پر پوری کتاب بنا دیا، ان دونوں کتابوں نے ان کی مقبولیت کے گراف کو آسمان تک پہونچا دیا۔ (بقیہ صفحہ: ۱۳؍پر)

کتابوں کی دنیا

مولانا رضوان احمد ندوی

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

مولانا محمد سجاد- حیات اور کارنامے

زیر تبصرہ کتاب مولانا محمد سجاد- حیات اور کارنامے کے لائق مصنف مولانا ڈاکٹر عبد الودود قاسمی صدر شعبہ اردو سی، ایم، بی کالج ڈیوڑھ گھوگھرڈیہا مدھوبنی بہار مستحق داد وتحسین ہیں کہ انہوں نے بانی امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ مفکر اسلام حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجادؒ کے مرقع حیات وخدمات اور فکر وفن کو ہمارے سامنے اس طرح پیش کر دیا کہ قاری اور پیش کردہ کردار وعمل کے درمیان فاصلے برائے نام رہ گئے ہیں، کیوں کہ حضرت مولانا محمد سجادؒ انیسویں صدی کے ممتاز اور صف اول کے علماء میں تھے، ان کی دینی وعلمی بصیرت، سیاسی وفکری قیادت سے مسلمانوں میں ملی واجتماعی شعور بیدار ہوا اور منتشر اور بکھری ہوئی انہیں اجتماعیت کی ایک لڑی میں پرو گئیں، انہوں نے ہر سطح سے ملک کی شیرازہ بندی کی اور انہیں عہد جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگ کیا اس کے لئے انہوں نے اپنی عمر عزیز کو صرف کیا، مسلمانوں میں اجتماعی نظام کو قائم کرنے اور ایک امیر شریعت کے ماتحت متحد ومنظم گذارنے کے لیے کتاب وسنت کی روشنی میں 1921 میں امارت شرعیہ کی داغ بیل ڈالی، جو اس وقت ترقی کی منزلیں طے کرتی ہوئی شجر طوبیٰ کی حیثیت اختیار کر گئی، بلا شبہ امارت شرعیہ کا قیام ان کی سب سے بڑی کرامت ہے، دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ اس پیکر علم وعمل کو اپنی رحمتوں سے نوازے۔ ماضی میں حضرت مولاناؒ کی دینی وعلمی خدمات حالات وکمالات اور مجاہدانہ کارناموں پر اردو زبان میں کئی کتابیں منظر عام پر آئیں اور علم کے بازار میں قدر ومنزلت کی نگاہوں سے دیکھی گئیں، اس فہرست میں یہ کتاب بھی ایک قابل قدر قیمتی اضافہ ہے، جس کو ہمارے فاضل دوست مولانا عبد الودود قاسمی نے ہزاروں صفحات کی ورق گردانی کے بعد مرتب کیا اور کتابی صورت میں شائع کر دیا ہے، فاضل مصنف ایک نوجوان عالم دین، اردو کے انشاء پرداز اور ممتاز اہل قلم ہیں، ان کی تحریریں پختہ، متوازن اور رواں ہوتی ہیں، وہ جو کچھ لکھتے ہیں بڑی محنت وتحقیق وجستجو اور تلاش کے بعد لکھتے ہیں، یہ کتاب بھی ان کی علمی کاوش کا ثمرہ ہے، جس میں انہوں نے حضرت مولانا محمد سجادؒ کی شخصیت اور ان کے علمی وتحقیقی کارناموں کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لیا اور ماخذ ومراجع کے نقل میں صحت کا خیال رکھا، تاکہ پڑھنے والوں کے لئے اس میں خود اعتمادی کے ساتھ بصیرت کا سامان فراہم ہو اس کے لیے وہ اہل علم کی طرف سے شکریے کے مستحق ہیں۔

میں چونکہ حضرتؒ کے فکر وعمل سے بیحد متاثر ہوں اور اس تعلق سے اکثر پڑھتا رہتا ہوں، اس لئے جو تحریریں بھی دستیاب ہوتی ہیں انہیں نہایت ہی دلچسپی سے پڑھتا ہوں، اسی جذبہ سے زیر تبصرہ کو بھی بڑی یکسوئی اور دل جمعی کے ساتھ مطالعہ کیا میں نے دوران مطالعہ مضامین میں کہیں کہیں نظر ثانی کی ضرورت بھی محسوس کیا، جن کی طرف مصنف کو توجہ دینے کی ضرورت ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ سلسلہ مضامین کو عناوین کے تحت مختلف ابواب میں تقسیم کیا جانا چاہیے تاکہ کتاب کے مشمولات تکرار لفظی سے محفوظ ہو جائے، مثلاً صفحہ ۸۸ پر سفر آخرت کا تذکرہ آیا اور صفحہ ۹۸ پر بھی بیان ہوا، اگر ابواب کے تحت ذکر ہوتا تو دوبارہ تذکرہ نہیں ہوتا، اسی طرح بعض مقامات پر فاضل مصنف کو تسامح ہو گیا ہے، مثلاً صفحہ 84 پر درج ہے کہ حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب نے اپنے دور امارت میں اپنا کوئی نائب مقرر نہیں کیا، یہ ایک تاریخی غلطی ہے، مولاناؒ نے 3 اپریل 2005 کو حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانیؒ کو نائب امیر شریعت نامزد فرمایا اور آپ دس سال گیارہ ماہ تینتیس دن تک اس منصب پر فائز رہے، یہاں تک کہ 29 نومبر 2015 کو ساتویں امیر شریعت منتخب ہوئے، کمپوزنگ کے اغلاط سے کسی کو مفر نہیں، اکثر کمپوز شدہ کتابوں میں کمپوزنگ کی غلطیاں رہ جاتی ہیں، اس کتاب میں بھی کئی جگہوں پر یہ غلطیاں راہ پا گئی ہیں، یعنی امیر شریعت سابع کی جگہ امرت (صفحہ 84) اور بفضل اللہ کی جگہ بفضل اللہ طبع ہو گیا ہے۔ کتاب میں کہیں کہیں جوڑ گھٹاؤ کی بھی کمی رہ گئی یعنی امارت شرعیہ 1921 میں قائم ہوئی، تو آج اس کے قیام کو عیسوی تقویم سے 96-95 سال اور ہجری تقویم سے سو سال کا عرصہ گذر چکا ہے، مصنف نے دس سال گھٹا کر 83 سال لکھا ہے جو کہ صحیح نہیں ہے، مصنف کے قلم سے بعض باتیں ایسی نکل آئی ہیں جو محل نظر ہیں، چنانچہ انہوں نے ایک جگہ لکھا کہ ''یہ حقیقت ہے کہ پہلے جیسے اب مخلص لوگ نہیں رہے (صفحہ 84) یہ اشارے بحث ونظر کو دعوت دیتے ہیں، مصنف جس مخلص افراد ورجال کار کی تلاش میں سرگرداں ہیں ایسے مخلص اصحاب دن بدن نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہوتے جارہے ہیں، مگر قحط الرجال کے اس دور میں امارت شرعیہ میں جو اشخاص وافراد دینی خدمات انجام دے رہے ہیں وہ ملت کے لئے قیمتی اثاثہ ہیں، جن کی قدر ہونی چاہیے، کتاب میں مصنف نے مولانا سجادؒ کی نثری خدمات کے تعلق سے جن خیالات کا اظہار کیا اس سے پہلی مرتبہ آشنا ہوا یعنی کہ مولانا سجادؒ کی نثر نے مولانا آزاد کا اثر قبول کیا ہے، اگر مصنف تجزیاتی نمونے پیش کرتے تو شاید ان کے دعویٰ میں کچھ وزن پیدا ہوتا، ورنہ میں نے ایسا قطعا محسوس نہیں کیا ہے۔

کتاب کے صفحہ 140 پر موصوف نے مولانا محمد سجادؒ کے ایک کتابچہ بنام تذکرہ کا حوالہ دیا اور لکھا کہ اس نایاب تذکرہ کا علم شاید اراکین امارت کو بھی نہ ہو۔ شاید کہ لفظ میں بڑی وسعت وگنجائش رکھی گئی ہے، میں ان خوش نصیب لوگوں میں ہوں جنہوں نے عرصہ قبل امیر شریعت خامس حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحبؒ کی ذاتی لائبریری گودنا چھپرہ میں اس کتابچہ کو دیکھا تھا، جس میں حضرتؒ نے جمعیۃ علماء کی خدمات کا مختصراً جائزہ لیا تھا اور کہیں کہیں انگریزی حکومت کو نشانہ بھی بنایا تھا، غالباً بعد میں انگریزی حکومت نے اس کی طباعت واشاعت پر پابندی عائد کر دی اس لئے اب وہ کتابچہ کہیں بھی دستیاب نہیں ہے، میں نے ان چند پہلوؤں کی طرف اس لئے اشارہ کیا تاکہ آئندہ کے ایڈیشنوں کی طباعت کے وقت ان تسامحات کو پیش نظر رکھا جائے۔

ان تمام باتوں سے قطع نظر کتاب اپنے موضوع اور مقصد کے لحاظ سے ایک قابل قدر پیش کش ہے اور حضرت مولانا محمد سجادؒ کی شخصیت وکردار پر کام کرنے والوں کے لئے لائق مطالعہ ہے، 212 صفحات پر مشتمل اس کتاب کی اشاعت میں محکمہ راج بھاشا، اردو ڈائرکٹوریٹ حکومت بہار کا مالی تعاون شامل ہے۔ امید ہے کہ اصحاب ذوق اس سے استفادہ کریں گے، لہذا جو ارباب فضل وکمال مطالعہ کا ذوق رکھتے ہیں وہ 250 روپے بھیج کر گلشن فاطمہ محلہ راج ٹولی نزد شمع مسجد دربھنگہ سے طلب کر سکتے ہیں، یا مصنف کے موبائل نمبر 9534590787 پر رابطہ کرکے حاصل کر سکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

شاھجھاں بادشاہ زیارت سے مشرف ھوئے : شاہی مسجد دہلی جب تیار ہوگئی تو شاہ جہاں ایک رات محو استراحت تھے کہ رات کے پچھلے حصہ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے۔ دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چند صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بزرگان اُمت شاہی مسجد میں موجود ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے حوض کے شمال مغربی گوشہ پر جلوہ افروز ہوکر وضو فرمارہے ہیں۔ شہنشاہ شاہ جہاں اسی وقت بیدار ہوئے اور فوراً اس سرنگ کے ذریعے جو لال قلعہ دہلی کو شاہی مسجد دہلی سے ملاتی تھی جامع مسجد پہنچے۔ اس وقت وہاں کامل سکوت وسناٹا تھا، جن وانس میں کوئی موجود نہ تھا، البتہ وہ جگہ جہاں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا تھا پانی سے تر تھی۔

سنت کو زندہ رکھنے والوں کے درجات: ''مقاصد السالکین'' کے مصنف حضرت خواجہ ضیاء اللہ نقش بندیؒ نے ایک رات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت تیزی سے کسی مقام کی طرف تشریف لے جارہے ہیں، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اور حضرت سہروردیؒ کے پیچھے حضرت ضیاء اللہؒ کے مرشد ہیں۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے مقام پر پہنچے کہ نہ وہ زمین ہے نہ آسمان، نہ کوئی مکان، آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ٹھہر گئے اور اپنا دست مبارک حضرت سہروردیؒ کے سر پر رکھ کر حسب ذیل دعا فرمائی:

''اے میرے اللہ! اے میرے مولیٰ! (تو خوب جانتا ہے کہ) یہ شہاب الدین سہروردیؒ ہیں۔ اس نے میری متابعت میں جان توڑ کوشش کی ہے اور میری تمام سنتیں بجالایا ہے۔ میں ان سے راضی ہوں۔ اے اللہ پاک تو بھی اس سے راضی ہوجا۔''

جب میں خواب سے بیدار ہوا تو اس واقعے سے میرا دل بہت خوش تھا۔ بیشک انسان کے لئے کوئی چیز اس سے بہتر نہیں کہ رات دن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو زندہ رکھنے میں کمال سعی وجانفشانی کو عمل میں لاتا رہے، تاکہ اس ذریعہ سے درجات عالیہ کو پہنچے۔ حضرت خواجہ ضیاء اللہؒ نے ۱۱۴۰ھ میں کتاب ''مقاصد السالکین'' قلم بند کی۔ اس کا اردو ترجمہ ''مطالب العارفین'' ہے۔

حضرت خواجہ صاحبؒ کی کرامت: حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ بڑے ولی ومشائخ چشت سے ہیں، رسولِ مقبولؐ کے حکم سے اجمیر تشریف لے گئے اور اسلام کا بول بالا کردیا، اہل اجمیر نے جب یہ کیفیت دیکھی تو آپؒ کے کرامات کو جادو سمجھ بیٹھے، جے پال جوگی جو جادو میں اپنا مدمقابل نہ رکھتا تھا، رائے پتھورا کے بلانے پر اجمیر آیا، جب حضرت خواجہ چشتیؒ کو علم ہوا تو آپ نے وضو کیا اور اپنے ہمراہیوں کے گرد عصا مبارک سے دائرہ بنادیا اور ارشاد فرمایا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ دشمن اس دائرہ کے اندر نہ آسکیں گے، چنانچہ جب جے پال نزدیک آیا اس کے ہمراہیوں کا پیر دائرہ کے اندر پڑا اور وہ بے ہوش ہوکر گر پڑے، جے پال نے یہ بندوبست کیا کہ حضرت خواجہ چشتیؒ کے ہمراہیون کو اناساگر سے پانی نہ لانے دیں، جوں ہی حضرت خواجہؒ کو ان لوگوں کی اس حرکت کا علم ہوا، آپ نے حکم دیا کہ جس طرح ممکن ہو ایک پیالہ پانی اس تالاب میں سے لے آئے، آپ کے حکم کے مطابق تالاب سے پیالہ بھرلیا، پیالہ کے بھرتے ہی تالاب کا پانی ایسا خشک ہوا کہ جیسے کبھی اس میں پانی ہی نہیں تھا، پیالہ کی یہ کیفیت تھی کہ ہرچند اس میں سے پانی کم خرچ ہوتا تھا، مگر پانی پیالہ میں جوں کا توں رہتا، پانی کے خشک ہوجانے سے جے پال کے ساتھیوں کو بہت تکلیف ہوئی، جے پال یہ دیکھ کر قریب دائرہ حصار کے آیا اور کھڑے ہوکر آواز دی کہ بندگانِ خدا پیاسے مرے جاتے ہیں اور آپؒ تماشہ دیکھ رہے ہیں، فقیر کو رحم کرنا چاہئے نہ کہ ظلم، فقیروں کا کام بندگانِ خدا کی پیاس بجھانا ہے، حضرت خواجہ چشتیؒ نے جے پال کی منت وزاری پر حکم دیا کہ وہ پانی کا پیالہ تالاب میں ڈال آئے، چنانچہ پیالہ کا پانی تالاب میں ڈالتے ہی معاً تالاب بدستور پانی سے بھر گیا، جادوگروں نے تالاب کو پانی سے بھرا ہوا دیکھ کر پھر جادو کرنا شروع کیا، پہاڑ سے ہزارہا سیاہ سانپ نکل کر حضرتؒ کی طرف آنا شروع ہوئے، مگر جو سانپ قریب دائرہ کے آیا، دائرہ کی لکیر پر سر رکھ کر رہ گیا، جب یہ عمل بھی کارگر نہ ہوا تو پھر آسمان سے آگ برسنی شروع ہوئی، آگ کے ڈھیر لگ گئے، ہزاروں درخت جل گئے، مگر دائرہ حصار میں کچھ آسیب نہ پہنچا، آخر جے پال حضرت کے قدموں میں گر پڑا اور روتے ہوئے صدق دل سے توبہ کی اور مسلمان ہوگیا، حضرت خواجہؒ سے دعا کا طالب ہوا کہ میرے لئے دعا کیجئے کہ میں امر ہوجاؤں، حضرتؒ نے اس کے لئے دعا فرمائی اور خدا تعالیٰ نے جے پال کو حیاتِ دائمی بخشا، مگر حکم ملا کہ پوشیدہ رہ، چنانچہ جے پال اجمیر کے پہاروں میں موجود ہے، جو زیارتی گمراہ ہوجاتا ہے، جے پال رہبری کرتا ہے، بھوکے زیارتی کو کھانا پہنچاتا ہے اور ہر شب روضۂ معلےٰ کی زیارت سے مشرف ہوا کرتا ہے۔

خواجہ قطب الدینؒ کے کشف وکرامت: قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین اوشی چشتیؒ کی والدہ سے روایت ہے کہ جس روز آپ تولد ہوئے ہیں، آدھی رات تھی کہ میں اُٹھی، دیکھا کہ زمین سے آسمان تک تمام گھر روشن ہے، میں اُٹھی اور اپنے پروردگار کی درگاہ میں مناجات کی کہ الٰہی کیا بھید ہے اس بندی پر ظاہر فرما، غیب سے ندا ہوئی کہ یہ وقت تیرے فرزند کی پیدائش کا ہے، یہ روشنی اس کے نورِ دل کی ہے، آپؒ نے دنیا میں تشریف لاتے ہی اپنا سر سجدہ میں جھکادیا، کلمہ پڑھا اور ستر ڈھانکنے کا حکم فرمایا کہ جلد غسل دو، طفولیت میں بھی حضرتؒ کی یہ کیفیت تھی کہ جو کلمہ زبان سے نکلتا فوراً ظہور ہوتا۔ حضرت خواجہ قطب الدینؒ جس کو مرید بناتے تھے اس کو ارشاد فرمادیتے تھے کہ فقراء کی خدمت کرنا، بادشاہوں اور امیروں سے دور رہنا، آپؒ نے جس کو تعلیم فرمائی وہ تمام عمر عمل کرتا تھا۔ شاہ اشرف جہانگیری نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ حضرت قطب الاقطابؒ ملتان میں تشریف لائے اور ایک مسجد میں ٹھہرے۔ شیخ بہاء الدین زکریاؒ نے علم باطن سے معلوم کرلیا کہ آپؒ ملتان تشریف لائے ہیں۔ ایک خادم کو آپ کے حضور میں بھیجا۔ حضرت وضو کررہے تھے خادم نے دیکھا کہ جو قطرہ پانی کا زمین پر گرتا ہے اس کو ملائک اٹھالیتے ہیں۔ چونکہ خادم بھی اہل نظر تھا۔ یہ حال دیکھ کر شیخ کی خدمت میں جاکر عرض کیا، شیخ اسی وقت مسجد میں پہنچے اور حضرت کو اپنی خانقاہ میں لائے اور بڑی دھوم دھام سے ضیافت کی۔ ایک دفعہ آپؒ کی قدم بوسی کے لئے قاضی حمید الدینؒ نور الدین مبارکؒ ومولانا علاؤالدین کرمانیؒ تشریف لائے۔ دورانِ گفتگو حج کا ذکر آگیا۔ حضرت نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اپنے بندگان خاص کے لئے بھیج دیتا ہے۔ خواہ وہ کہیں بیٹھے ہوں۔ اس بات کے سنتے ہی اہل مجلس پر بے ہوشی طاری ہوئی اور خانہ کعبہ کی تمثیل کو اپنے روبرو دیکھا۔

التمش کا کردار : سلطان شمس الدین التمش قدس سرہ عادل اور کامل خلفائے نامدار حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے تھے اور حضرت خواجہ معین الدین کے منظور نظر تھے۔ اس بادشاہ کو خاندان چشتیہ سے کمال اعتقاد تھا۔ ظاہر میں گویا بادشاہ تھا مگر دل فقیر تھا، ان کا قاعدہ تھا کہ کم کھاتے، کم سوتے، تمام شب بیدار رہتے، اپنے کسی کام کے واسطے غلام اور نوکروں کو تکلیف نہ دیتے، رات کو ڈول رسی زیر پلنگ رہتی تھی، تاکہ ادائے نماز تہجد کے لئے جب وضو کرنے کی ضرورت پڑے تو خود پانی بھرسکیں، نوکروں کی نیند خراب اور بے آرام نہ ہو۔ آخر شب گدڑی اوڑھ کر شہر میں گشت کرتے جس کو تکلیف ہوتی اس کی تکلیف رفع کرتے، علماء کو بہت کچھ دیتے تھے۔ اشرفیوں سے تھیلیاں بھر کر ان کے گھر میں پھینک آتے۔

سیر العارفین سے نقل ہے کہ ایک دن سلطان شمس الدین کے دل میں یہ خیال آیا کہ درگاہ معلیٰ حضرت قطب الاقطاب کے سامنے ایک حوض تیار کرایا جائے، بشرطیکہ شیریں پانی نکل آئے چونکہ سلطان شمس الدین بہ برکت انفاس حضرت قطب الاقطاب صاحب ولایت اور اہل کرامت تھے، جب کسی بات کی ان کو فکر لاحق ہوتی تو رسولِ مقبولؐ کو خواب میں دیکھتے اور اس کی ترکیب حضرت سے دریافت فرماتے تو ان کے تمام کام خود بخود پورے ہوجاتے۔ جس دن سلطان نے حوض کی تعمیر کا خیال کیا اُسی شب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ گھوڑے پر سوار چند صحابہؓ کو ہمراہ لیے میدان حوض میں پہنچے اور سلطان کو طلب فرمایا۔ سلطان نے حاضر ہوکر پائے مبارک کو بوسہ دیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم حوض بنانا چاہتے ہو، بنیاد چشمۂ شیریں کی ڈالوگے؟ سلطان نے عرض کیا یارسول اللہؐ! جس جگہ حکم ہو وہاں حوض بنادوں، اسی وقت گھوڑے نے سم زمین پر مارا اور اس جگہ سم کے برابر گڑھا ہوگیا اور اس میں سے آب شیریں جاری ہوا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس جگہ حوض بنایا جائے۔ جب التمش نیند سے جاگے اور نماز سے فراغت پائی تو اس جگہ حاضر ہوئے جہاں اب حوض ہے۔ گھوڑے کے سم کا نشان پایا جس میں سے آب شیریں جاری تھا۔ اسی وقت حوض کی تعمیر شروع کی۔ بجائے سم کے ایک چبوترہ بناکر اس کے اوپر ایک گنبد بنایا جو اب تک موجود ہے۔ یہ حوض عجیب نورانی جگہ ہے، اکثر بزرگوں سے ثابت ہوا کہ اس حوض پر عالم ارواح شہدا سیر کناں آتے ہیں، یہ تمام بزرگی بسبب روضۂ مبارک حضرت قطب الاقطاب کے ہے۔

ولی کامل کی شناخت: حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر کے بارے میں بعض ملفوظات پیران چشت میں لکھا ہے کہ جب حضرت گنج شکر شکم مادر میں تھے تو آپؒ کی والدہ ماجدہؒ کو بیر کھانے کی خواہش ہوئی، آپؒ کے ہمسایہ میں ایک بیر کا درخت تھا، آپؒ کی والدہ نے درخت کے مالک کی اجازت کے بغیر چند بیر توڑ کر کھانا چاہتی تھیں کہ آپؒ نے شکم کے اندر بے قراری کا اظہار کیا، جس کی وجہ سے آپؒ کی والدہ بھی بے قرار ہوگئیں اور بیر ہاتھ سے گر پڑے۔ جب آپؒ بڑے ہوئے تو آپؒ کی والدہ نے ارشاد فرمایا کہ فرزند تمہارے حمل کے دنوں میں میں نے کبھی کوئی مشکوک چیز نہیں کھائی، آپؒ نے جواب دیا ہے، اجازت مالک بیر کے چند بیر آپ نے توڑے تو تھے، لیکن میں نے بے چینی کا اظہار کرکے مال مشکوک کھانے سے آپ کو بچالیا، یہ سن کر آپ کی والدہ متحیر ہوئیں کہ میں نے تو اس کا اظہار کبھی کسی سے نہیں کیا، انہیں کیسے معلوم ہوا۔

صاحب سیر السالکین سے روایت ہے کہ ۲۹؍شعبان کو آسمان ابر آلود تھا، مسلمانان شہر حضرتؒ کے والد ماجد قاضی سلمانؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ آج ۲۹؍شعبان ہے اگر حکم ہو تو کل روزہ رکھیں، آپ نے فرمایا، چاند میں شک ہے اور ایسی صورت میں روزہ رکھنا ٹھیک نہیں، لوگ ایک اور بزرگ کی خدمت میں گئے اور یہ مسئلہ ان سے بھی پوچھا، اُن بزرگ نے فرمایا کہ آج رات قاضی صاحب کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے وہ قطب ہوگا۔ اگر کل اس نے دودھ نہ پیا تو کل تم بھی روزہ رکھو، اگر اس نے دودھ پی لیا تو پھر کل روزہ نہ ہوگا، الغرض اسی شب کو حضرتؒ تولد ہوئے اور صبح دودھ نہیں پیا، روزہ رکھا، تمام شہر نے حضرتؒ کی متابعت میں روزہ رکھا، جب افطار کا وقت آیا، آپ نے دودھ سے افطار کیا، اسی طرح رمضان بھر حضرتؒ نے تمام روزے رکھے، سیر العارفین میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ بسبب ضعف ونقاہت حضرتؒ زمین پر گر پڑے، قدرے مٹی منہ کے پاس پہنچی تو شکر ہوگئی، اُس روز سے حضرت گنج شکر ہوگئے، گنج شکر سے منسوب اور کئی واقعات ہیں۔

مقتدا پھسلا تو سب پھسلے : یہ بات یاد رکھیں کہ علماء کے لئے احتیاط کی زندگی گذارنا زیادہ اہم ہے، حضرت حسن بصریؒ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ ایک چھوٹی بچی نے نصیحت کی جو میں کبھی نہیں بھول سکتا، کسی نے پوچھا کہ حضرت! وہ کونسی نصیحت ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ بارش کا موسم تھا میں نماز پڑھنے کے لئے مسجد جارہا تھا، راستہ میں پھسلن تھی سامنے سے ایک چھوٹی سی بچی آرہی تھی گزرتے ہوئے میں نے اس بچی سے کہا ذرا احتیاط کرنا کہ کہیں پھسل نہ جانا، اس نے آگے سے جواب دیا، حضرت! میں احتیاط کروں گی ہی سہی مگر آپ بھی احتیاط کرلینا، کیونکہ اگر میں پھسلی تو میری ذات کو نقصان ہوگا اور اگر آپ پھسل گئے تو پھر امت کا کیا بنے گا؟ ہمارے لئے بھی یہ بات ایک نصیحت کی ہے آپ حضرات استقامت کے ساتھ شریعت وسنت پر عمل کریں اللہ رب العزت اس علم وعمل کے صدقے دنیا وآخرت میں آپ کو عزتیں عطا فرمائیں گے، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو مسئلہ خلق قرآن میں ایسے سخت کوڑے لگائے گئے کہ وہ کوڑے ہاتھی کو بھی لگائے جاتے تو وہ بھی بلبلا اٹھتا، ان کے جسم پر جہاں کوڑے لگے وہاں کا گوشت مردہ ہوگیا، اس گوشت کو قینچی کے ساتھ کاٹ کر وہاں مرہم لگایا گیا، وہ دین کی حفاظت کے لئے یوں استقامت کے ساتھ ڈٹے رہے۔

Scanned with CamScanner

حقیقی اسلام کی طرف لوٹنا ہی مسئلہ کا حل ہے

قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ

مسلمانوں کے اندر کی جہالت و نا خواندگی سے اسلام کے اجتماعی نظام کمزور ہو رہے ہیں اس وقت لوگوں کی اکثریت ایسی ہے جو اسلام کی روح اور جوہر سے نا آشنا ہیں، سارے حدود شریعت، ضوابط الٰہی اور حقوق انسانی پامال کیے جارہے ہیں، زندگی کی گاڑی کا کوئی پلیٹ فارم متعین نہیں، ہر ایک اپنے آپ میں مگن ہے اور یہ سانحہ ہے جس سے یورپ نے پورا فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کے ایک بڑے طبقے میں جہالت کو عام کرنے کی ناپاک سازش کی ہے، وہ مسلمان جو علم کے میدان میں نمایاں اور عظیم تصورات رکھتے ہیں لیکن انھوں نے ایک طرف تاریخ اسلام کی غیر سند وضعیف روایتوں کو اخذ کرنے کا اسلوب اپنایا ہے تو دوسری طرف تاریخ کو مسخ کرنے کی روش بھی اختیار کر رکھی ہے اور یہ دونوں کام کرنے کے بعد بحث و تحقیق کے جدید اسلوب میں اسلامی تاریخ پیش کی جارہی ہے، اور نئی نسل کے سامنے یہی تصنیفات آرہی ہیں، اور یہی لوگ اس سازش کا شکار ہو رہے ہیں۔ان کے اندر اپنی تاریخ پر بے اعتمادی کی کیفیت پائی جاتی ہے۔احساس کم تری کے شکار ہیں اور اسلام سے علیحدگی اور کنارہ کشی اختیار کرنا چاہتے ہیں اور وضعی قوانین پر ایمان رکھتے ہیں۔

ہر چہار جانب سے اسلام پر یہ حملہ درحقیقت اس کے روشن چہرہ پر تاریک پردہ ڈالنے کی ناپاک کوشش تھی اور اسی نے نئی نسل میں فکری اور اجتہادی کشمکش پیدا کردی اور اس فکری کشمکش میں اسلام کے ثابت شدہ عقائد، اس کی مثالی اور ہر زمان و مکان سے جوڑ کھانے والی تہذیب و ثقافت اور بلند اقدار و روایات کے حامل کلچر سے ناواقفیت نے اور اضافہ کردیا۔اور مسلمانوں میں اس ناخواندگی کے عام ہونے اور مختلف النوع نظریات کے پروان چڑھنے افکار و خیالات کے اختلاف کی کثرت اور جائز و صحیح اختلاف کے حدود سے تجاوز نے امت میں افتراق و انتشار کی کیفیت پیدا کردی ہے۔ایک جماعت اپنی رائے کے خلاف کسی اور کی رائے کو سننے کے لیے تیار نہیں، حتی کہ ان اجتہادی مسائل میں بھی جن میں اختلاف ہونا ایک فطری اور طبعی بات ہے جس کا حضرات صحابہ کرام، تابعین عظام اور سلف صالحین کے یہاں بھی وجود ملتا ہے۔ ہر پارٹی اور جماعت حق کو اپنے اندر ہی محصور سمجھتی ہے اور پھر اس کے بعد دوسروں کو اپنی رائے کا پابند بنانا چاہتی ہے۔ یہ وہ کیفیت ہے جس نے وسیع پیمانے پر فکری انتشار و اختلاف کو جنم دیا ہے، اسی کا نتیجہ ہے کہ امن و امان اور آپس میں اتحاد و اتفاق عنقا بن چکا ہے۔آج امت اسلامیہ اپنے ہی آرا، و افکار کے بندھن میں جکڑی ہوئی ہے ملی مفادات اور مصالح سے چشم پوشی برتی جارہی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہوئے ہے اور دنیا کے وسیع و عریض دستر خوان پر طفیلی بن کر رہنا گوارہ کر چکی ہے۔

اس عظیم فکری کشمکش سے نبرد آزما ہونے کا آخر راستہ کیا ہے اور اس عظیم بحران سے خلاصی کی کون سی سبیل ہے، ظاہر ہے اس کا راستہ ایک ہی ہے اور وہ ہے حقیقی اسلام کی طرف واپسی۔ وہ اسلام جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ہمیں ملا ہے۔ معاشی، سیاسی، اجتماعی اور خاص طور پر علمی میدان میں مکمل طور پر اسلامی تعلیمات سے رہنمائی حاصل کرنا لازم ہے۔آج مسلمانوں کے حلقے میں علم ناپید ہوتا جارہا ہے یا پھر ایک خاص طبقہ میں محدود ہو کر رہ گیا ہے جو نہ تو کافی ہے اور نہ ہی مسلمانوں کے شایان شان ہے، بلکہ امراء و غرباء، حکام و وزرا، ہر طبقہ کے ہر فرد میں علم کو اس طرح عام ہونا چاہیے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ سلم کے زمانے میں صحابہ کرام کے اندر عام تھا۔

کیوں کہ علم ہی وہ سرچشمہ ہے جو امت کے ہر فرد کی پیاس بجھا سکتا ہے، اسلام کے اندر کسی طرح کی تفریق نہیں ہے، ہر ایک برابر ہے، لیکن موجودہ زمانے میں علم بعض علاقوں اور افراد کے درمیان مخصوص اور محدود ہو کر رہ گیا ہے اور اکثر علاقے اور لوگوں کا عام طبقہ علم سے بے بہرہ ہے، حالاں کہ یہ اسلام کا تصور نہیں ہے، اسلام کا تصور تو بہت ہی وسیع اور بلند ہے۔ وہ علم کو عام کرتا ہے اور جویان حق کی رہنمائی کرتا ہے، ہاں! البتہ اسلام محض ان ڈگریوں اور سندوں کو کوئی وزن نہیں دیتا جن کا آج عام چلن ہو گیا ہے، علم کسی ادارے یا یونیورسٹی کی ڈگریوں کا نام نہیں ہے۔ اس فکری بحران سے نکلنے کا سب سے پہلا حل تو یہ ہے کہ ہر طبقہ میں علم کو عام کیا جائے، دوسرے نمبر پر اسلام کو ہر میدان میں عملی جامہ پہنایا جائے، موجودہ عہد میں اسلامی نظام، اسلامی قوانین اور اسلامی دستور حیات کے ذریعہ ہی انسانیت کو حقیقی سعادت سے ہم کنار کیا جا سکتا ہے اور وہی امن و سلامتی اور حقیقی راحت و آرام مہیا کر سکتا ہے، جس کی تلاش میں آج یورپ حیران و سرگرداں ہے اور اب جب کہ مختلف نظام ہائے عمل تجربے اور مشاہدات کے بعد ناکام و نامراد ہو چکے ہیں ضروری ہے کہ سیاسی معاشی اور سماجی ہر میدان میں اسلامی نظام و قوانین کی بالادستی قائم کی جائے اور خاص کر درج ذیل چار نقاط پر توجہ مرکوز کی جائے۔

۱۔ معاشرہ کے ہر ہر فرد کو عدل و انصاف ملے کسی کی حق تلفی نہ ہو اور عدل کا تقاضہ ہے کہ ہر شہری کو تعلیم و صنعت، علاج و معالجہ، پیشہ و ملازمت اور ترقی میں برابر کا حق دیا جائے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے عدل قائم کرو، یہی تقوی کی علامت ہے، اور حدیث پاک میں قیامت کے دن کامیاب ہونے والے سات طرح کے اشخاص میں سے ایک امام عادل کو قرار دیا گیا ہے۔

۲۔ معاشرہ کے ہر ہر فرد کی ظلم و زیادتی اور جور و استبداد سے حفاظت کی ذمہ داری لی جائے، بلکہ ظلم کا معاشرہ سے ہی ختم کر دیا جائے، نہ کوئی کسی پر زیادتی کرے اور نہ اس پر زیادتی کی جائے بلکہ ظلم کا سرے سے قلع قمع جائے۔اس لیے کہ ظلم کا بدلہ ظالم کو مل کر رہتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، ”مظلوم کی بد دعا سے بچو اس لیے کہ اس کے درمیان اور اللہ کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔“

۳۔ سوسائٹی کے ہر طبقہ میں اور معاشرہ کے ہر فرد کے اندر اپنے ذمہ داروں پر بھروسہ ہو، اور یہ احساس ہو کہ ان کے سربراہ ان سے غافل نہیں ہیں بلکہ ان کے حالات سے پوری طرح باخبر ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”الفت و محبت، رحم و کرم میں ایمان والوں کی مثال جسم واحد کی ہے اگر اس کے ایک حصے میں تکلیف پہونچتی ہے تو سارے جسم کو اس تکلیف کا احساس ہوتا ہے۔“

۴۔ کشمکش اور اضطراب کے مختلف اسباب ہیں جن کا خاتمہ ازحد ضروری ہے، وہ یہ کہ: (الف) جب بھی کوئی جرم صادر ہو خواہ جس کی جانب سے بھی ہو اس جرم پر سزا ملنی چاہیے، اس پر پردے ڈالنا نقصان کا باعث ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”یہ اللہ کے حدود ہیں، اور جو لوگ ان حدود سے تجاوز کرتے ہیں وہی ظالم ہیں“۔ (ب) حق کو صاحب حق تک پہنچانا لازم ہے، اگر صاحب حق کو حق نہ ملے، اس کی پامالی ہوتی رہے تو یہ بھی اضطراب کا سبب بنتا ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ”امانتوں کو ان کے مالکان تک پہنچاؤ۔“ (ج) زبان و قلم کی طاقت سب خداداد نعمتیں اور اس کی امانتیں ہیں، لہٰذا ان کا استعمال ان مواقع پر ہونا چاہیے جن میں قوم و ملت کی مصلحت ہو، اور اگر ان کا استعمال ان مقاصد کی خاطر ہونے لگے جو کسی بھی انسان کے نقصان کا باعث بنتے ہیں تو یہ اللہ کی امانت میں خیانت ہوگی، اور اللہ تعالیٰ خائنین کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔

یہ چار وہ اہم ضروری نقاط ہیں جن پر پوری توجہ صرف کرنا لازم ہے اور جب تک ان کو بروئے کار لانے کی پوری کوشش نہیں ہوگی، تب تک کسی طرح کی کشمکش کے خاتمہ کا امکان نہیں۔اور مسلمانوں کے اندر پیدا ہونے والی فکری کشمکش خواہ وہ مسلمان اقلیت میں ہوں یا اکثریت میں، عالم اسلام میں رہنے والے ہوں یا کسی اور جگہ اس کے مختلف اسباب ہیں: (۱) باہر سے آنے والے افکار و نظریات اپنے زہریلے اور مسموم اثرات مسلمانوں کے اندر ہر جگہ اور ہر سطح پر پھیلاتے ہیں۔ (۲) نجی زندگی میں اسلام سے دوری اور مبادی اسلام سے ناواقفیت صحیح راہ عمل اختیار کرنے میں رکاوٹ بنتی ہے۔ (۳) اجتہادی و فقہی مسائل میں توسیع پسندی اور وسیع الظرفی کے بجائے تشدد و تعصب کی راہ پر گامزن ہونا بھی انتشار کا سبب بنتا ہے۔

یہ اور ان جیسے اسباب نیز مختلف جانب سے طرح طرح کے دباؤ نے موجودہ فکری کش مکش کے اندر دو طرح کے ردعمل پیدا کیے۔ (الف) ٹکراؤ اور مقابلہ کا موقف۔ (ب) دست برداری، خود سپردگی اور مصالحت کا موقف۔ حاصل کلام یہ کہ بنیاد کو درست کرنا سب سے اہم شئی ہے کیوں کہ اس پر عظیم الشان اور پرشکوہ عمارت کی بنیاد ڈالی جاسکتی ہے۔ اگر بنیاد ہی سیدھی نہیں ہوئی تو عمارت میں کجی پیدا ہونا لازمی بات ہے۔ یہ چند نقاط ہیں جن کی طرف توجہ دینا ضروری ہے۔

موجودہ حالت میں مسلمانوں کی ذمہ داری

ابو محسنہ ندوی

اس وقت پوری دنیا میں مسلمان ذلت و خواری اور ناکامی و پسماندگی کی زندگی گزار رہے ہیں، باطل طاقتیں اور تنظیمیں اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کے درپے ہیں، مسلمان خود آپس میں جنگ کر رہے ہیں اور وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بن چکے ہیں۔ ملک شام، عراق، یمن اور فلسطین وغیرہ میں جہاں غیروں کے حملے اور سازشیں ہیں وہی مسلمان ایک دوسرے کو مٹانے کے درپے فلسطین، میانمار، وغیرہ میں نسل کشی جاری ہے، مسلمانوں پر ظلم و بربریت اور قتل و خونریزی کی انتہا ہو چکی ہے۔

دنیا کے مختلف خطوں میں مسلمان سخت حالات سے گزر رہے ہیں ان حالات میں ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہئے، اور اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کی پیروی کرنی چاہئے، اور ہمیں ان اعلیٰ اخلاق سے آراستہ ہونا چاہئے جن کی تکمیل کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث کئے گئے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "بعثت لاتمم مکارم الاخلاق" اگر ہم مسلمان تعلیمی، معاشی و سماجی پسماندگی کو دور کرنا چاہتے ہیں اور رسوائی سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں ان اوصاف حمیدہ سے متصف ہونا ہوگا جن کا ذکر بخاری شریف کے حدیث نمبر ۳ میں کیا گیا ہے۔

۱۔ صلہ رحمی، ۲۔ راست گفتاری، ۳۔ ایک دوسرے کی مدد کرنے اور قرض میں ڈوبے ہوئے لوگ کو قرض سے نجات دینے کی سعی کرنا، ۴۔ پسماندہ و غریب لوگوں کی اعانت، ۵۔ مہمان نوازی، ۶۔ آفات و حوادثات میں لوگوں کی مدد و کفالت کرنا جیسے اوصاف بدرجہ اتم آجائیں تو اللہ ہمیں غمگین اور رسوا نہیں کرے گا اور عزت و سربلندی اور کامیابی و کامرانی عطا کرے گا۔

آج مسلمانوں کے خلاف شکوک و شبہات پھیلائے جارہے ہیں۔ان کو دہشت گرد ثابت کرنے کی منظم کوشش چل رہی ہے۔انسانی آبادی میں مسلمانوں کو ظالم، دہشت گرد، بے رحم، اور انسانوں کا دشمن بنا کر پیش کیا جارہا ہے تاکہ وہ مسلمانوں کے خلاف ہر طرح کے ظلم و بربریت کو جائز ٹھہرایا جاسکے ان کی جان، مال اور عزت و آبرو کو پامال کیا جاسکے لیکن کوئی ان کی مدد اور ہمدردی نہ کر سکے، ان کو خود ان کے ملک سے بے دخل کیا جائے ان کی شہریت تسلیم نہ کی جائے اور ان کی نسل کشی کی جائے تو کوئی ان کی حمایت نہ کر سکے۔آج حالات ایسے بن چکے ہیں کہ مسلمان پر ظلم و بربریت جاری ہے اور دنیا خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔لیکن ایسے لوگ بھی ہیں جو ضمیر کی آواز پر لبیک کہہ رہے ہیں۔ گرچہ ان کی تعداد بہت کم ہے، اگر ہم دعوتی و رفاہی کام کریں گے تو انسانوں کی بڑی آبادی ہمارے ساتھ ہوگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کو اپنا کر لوگوں کی مدد کریں اور ان کے لئے رفاہی کام کریں تو انشاء اللہ مسلمانوں کے لئے حالات سازگار ہو جائیں گے۔ اللہ ہماری مدد فرمائے۔آمین

Scanned with CamScanner

کرپشن، مرض اور علاج

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

ایک بہتر اور پُرامن سماج کی تشکیل کے لئے ضروری ہے کہ اس کی بنیاد عدل وانصاف اور ادائیگی حقوق پر ہو، انصاف کے ذریعہ نہ صرف لوگوں کو ان کے حقوق حاصل ہوتے ہیں؛ بلکہ امن وآشتی کا ماحول بھی قائم ہوتا ہے اور ہر طرح کی ترقی کے مواقع پیدا ہوتے ہیں، انصاف کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کو کسی مشقت اور رکاوٹ کے بغیر اس کا حق مل جائے، اگر کسی کا حق روک لیا جائے اور زبردستی اپنے قبضہ میں لے لیا جائے تو یہ ظلم ہے، اور قرآن مجید میں جس قدر ظلم کی مذمت کی گئی ہے شاید کسی اور گناہ پر کی گئی ہو، اور اگر دوسروں کے حقوق ادا کرنے میں اس لئے رکاوٹ پیدا کی جائے کہ وہ کچھ پیسے دینے پر مجبور ہوں تو اس طرح ناجائز طریقہ پر پیسے وصول کرنا حرام ہے اور اسی کو رشوت کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف رشوت لینے کی مذمت فرمائی؛ بلکہ بلا ضرورت رشوت دینے کو بھی ناجائز قرار دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رشوت لینے اور دینے والے پر اللہ کی لعنت ہو: ”لعن اللّٰہ الراشی والمرتشی“۔ (مسند احمد، حدیث نمبر: ۹۰۱۱، ۹۰۱۹)

اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ہمارے ملک کا نام تو بدعنوانی کی فہرست میں بہت اوپر ہے اور پوری دنیا میں اس حیثیت سے ہمارا شہرہ ہے؛ لیکن ترقی یافتہ ممالک اور فوجی اور معاشی اعتبار سے سوپر طاقتیں بھی اس بیماری سے محفوظ نہیں ہیں اور رشوت بہ تدریج سرکاری ملازمین کے لئے ایک ذریعۂ آمدنی بن گیا ہے، اب لوگ اس کے اظہار میں بھی جھجکتے نہیں ہیں اور کہتے ہیں کہ تنخواہ تو اتنی ہی ہے؛ لیکن بالائی آمدنی اچھی خاصی ہو جاتی ہے، یہ بالائی آمدنی اصل میں حرام خوری کا مہذب نام ہے، سوال یہ ہے کہ اس بیماری کے کسی وبا کی طرح پھیل جانے کا سبب کیا ہے اور اس کا علاج کیا ہے؟ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اُمت کا بناؤ اور بگاڑ علماء اور امراء سے مربوط ہے، جب ان میں بگاڑ آئے گا تو اُمت میں بگاڑ آئے گا، علماء سے مراد تو وہ لوگ ہیں جو علم دین سے آراستہ ہیں اور جن کے ہاتھوں میں مذہبی قیادت ہے اور امراء سے مراد ہیں حکمراں، سترہویں صدی میں جو انقلاب آیا، اس نے مذہبی قیادت کے تصور کو ختم کر دیا؛ اس لئے آج اگر کسی درجہ میں مذہبی قیادت موجود ہے تو وہ مسلمانوں میں، مگر مغرب نے مذہب کو زندگی سے الگ تھلگ رکھنے کا جو صور پھونکا ہے، ایسا نہیں ہے کہ مسلم سماج اس کے اثر سے پاک ہو اور دوسری قوموں کی صورت حال تو یہ ہے کہ انھوں نے مذہبی شخصیتوں کو عبادت گاہوں میں کچھ مذہبی رسوم کے انجام دینے تک محدود رکھا ہے، اس وقت امراء یعنی سیاسی قائدین ہی کے ہاتھوں میں ملک وقوم کی قیادت ہے؛ اس لئے ایک لا مذہبی اور کثیر مذہبی معاشرہ میں بناؤ اور بگاڑ ان لوگوں سے مربوط ہے جو حکومت کے ایوانوں اور اقتدار کے کاشانوں میں براجمان ہیں۔

اس وقت کرپشن میں جو روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے، اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ یہ سیاسی طبقہ جس کے ہاتھوں میں قوموں اور ملکوں کی باگ ڈور ہے، وہ خود کرپشن میں پیش پیش ہے، عام لوگوں کی رشوت سو اور ہزار میں ہوتی ہے؛ لیکن اس طبقہ کے لئے یہ ”اونٹ کے منھ میں زیرہ“ کا مصداق ہے؛ اس لئے کئی سو کروڑ اور کئی ہزار کروڑ تک ان کی رشوت پہنچ جاتی ہے، خود ہمارے ملک میں سیاسی شخصیتوں کی مدد سے رشوت کے بعض ایسے واقعات سامنے آئے ہیں، جس میں ملک کی بڑی ریاستوں کے سالانہ بجٹ سے بھی زیادہ پیسوں کی ہیر پھیر کی گئی ہے، بعض اہل دانش کا قول ہے: ”الناس علی دین ملوکھم“ (فتح الباری لابن حجر: ۷/ ۱۵۱) یعنی لوگ اپنے حکمرانوں کے طریقہ سے متأثر ہوتے ہیں اور انھیں اپنے لئے آئیڈیل بناتے ہیں، اگر وہ کسی برائی میں مبتلا ہوں تو وہ برائی عیب کے بجائے ہنر بن جاتی ہے اور لوگوں میں اس کے بُرے ہونے کا احساس بھی ختم ہو جاتا ہے۔

اس لئے اگر کرپشن کو دُور کرنا ہے تو اس کی ابتداء ایوانِ اقتدار سے ہونی چاہئے اور اوپر سے نیچے تک ہر ایک کو احتساب کے دائرہ میں لانا چاہئے، وزیر اعظم کا عہدہ نہایت موقر عہدہ ہے؛ لیکن کیا یہ عہدہ بھی داغ دار نہیں ہو چکا؟ ہمارے ہی ملک میں راجیو گاندھی پر بوفورس توپ کی خریداری کے معاملہ کو لے کر اور نرسمہا راؤ پر بہت سے اور مسائل سے متعلق انگلیاں نہیں اُٹھی ہیں؟ شریعت اسلامی کا مزاج یہ ہے کہ ہر شخص اپنی ذمہ داری کے سلسلہ میں جواب دہ ہے، کوئی شخص کتنے ہی اونچے عہدہ پر پہنچ جائے؛ لیکن وہ جواب دہی سے بالاتر نہیں ہو سکتا، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اُصول مقرر کر دیا کہ ہر شخص اپنے اپنے دائرہ میں ذمہ دار ہے اور جو شخص جس کے بارے میں ذمہ دار ہے اس کے بارے میں جواب دہ بھی ہے: ”کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ“ (صحیح البخاری، کتاب الجمعۃ، باب الجمعۃ فی القری والمدن، حدیث نمبر: ۸۴۴) جواب دہی میں یہ بات بھی شامل ہے کہ انسان اپنے مفوضہ کام کو انجام دے اور یہ بات بھی کہ وہ اس کو پوری دیانت داری اور شفافیت کے ساتھ انجام دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تصور لوگوں کے ذہن میں اس طرح راسخ کر دیا تھا کہ حضرت عمرؓ منبر پر خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور ان کے جسم پر دو چادریں ہیں، جب کہ بیت المال میں آئے ہوئے سامان میں سے ایک ایک چادر ہی لوگوں کو تقسیم کی گئی تھی، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم لوگ میری بات سنو اور اطاعت کرو، سامعین میں سے حضرت سلمان فارسیؓ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: میں نہ آپ کی بات سنوں گا اور نہ مانوں گا، حضرت عمرؓ نے سبب پوچھا تو فرمایا: آپ نے سبھوں کو ایک ایک چادر عنایت کی اور آپ کے جسم پر دو چادریں ہیں، حضرت عمرؓ نے اپنے صاحبزادہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے فرمایا کہ وہ اس سلسلہ میں وضاحت کر دیں، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کھڑے ہوئے اور وضاحت کی کہ اس میں ایک چادر میرے حصہ کی ہے اور ایک چادر والد صاحب کے حصہ کی، اب حضرت سلمانؓ مطمئن ہوئے اور عرض کیا: اب میں آپ کی بات سنوں گا بھی اور فرماں برداری بھی کروں گا، یہ ہے احتساب کا وسیع تر دائرہ جس میں ایک معمولی شخص کسی بھی وقت امیر المؤمنین کا محاسبہ کر سکتا ہے اور ان سے جواب طلب کرنے کا حق رکھتا ہے۔

سیاست میں کرپشن کی جو بیماری کینسر کی صورت اختیار کر گئی ہے، اس کی ایک اہم وجہ ہمارا انتخابی نظام ہے، الیکشن میں جلسے، جلوس، اشتہارات، پوسٹرس وغیرہ ایک ضرورت بن گئے ہیں اور اس میں کثیر اخراجات صرف ہوتے ہیں، ایک شخص جب پارلیمنٹ کا ممبر بنتا ہے تو وہ کئی کروڑ روپے خرچ کر کے یہاں تک کا سفر طے کرتا ہے، اسی طرح جو شخص ممبر اسمبلی بنتا ہے، اس کے اخراجات بھی کروڑ تک پہنچ جاتے ہیں، کسی ممبر اسمبلی یا ممبر پارلیمنٹ کی تنخواہ اتنی نہیں ہوتی کہ وہ ان اخراجات کو وصول کر سکے اور بہر حال اسے خرچ کیا ہوا وصول بھی کرنا ہے اور مزید دولت بھی اکٹھی کرنی ہے، یہ چیز اسے کرپشن کی طرف لے جاتی ہے؛ اس لئے ضرورت ہے کہ انتخابی نظام کو سادہ بنایا جائے، جلسے جلوسوں کے بجائے گورنمنٹ کی طرف سے سہولت فراہم کی جائے کہ سرکاری ذرائع ابلاغ پر ہر اُمیدوار اور ہر پارٹی اپنا منشور پیش کر دے اور کارکردگی کی وضاحت کرے، گورنمنٹ کی طرف سے ہر آبادی میں انتخاب سے متعلق ایک دو پروگرام رکھے جائیں، جس میں مختلف پارٹیوں اور اُمیدواروں کو اپنی بات پیش کرنے کا موقع دیا جائے، اس طرح شاید اس کرپشن کو کم کیا جا سکتا ہے اور عوام کو بھی ترجیح دینے میں سہولت ہو سکتی ہے۔

سرکاری سہولتوں کے عوام تک پہنچنے اور ترقیاتی کاموں کے انجام دینے میں واسطوں کی کثرت بھی کرپشن کو بڑھاتی ہے، سیاسی نمائندوں، سرکاری عہدہ داروں اور مقامی ٹھیکداروں کی ایک طویل چین ہے، جو ایک طرف سرکاری اخراجات کو بڑھاتی ہے اور دوسری طرف عوام کو سرکاری اسکیموں کے حقیقی منافع سے محروم رکھتی ہے، گورنمنٹ کو ایسا طریقہ کار وضع کرنا چاہئے کہ یہ واسطے کم سے کم ہو جائیں اور عام لوگ براہ راست سرکار سے رابطہ کر سکیں، اس کی ایک روزمرہ دیکھی جانے والی مثالوں میں ”ریلوے ریزرویشن“ ہے، کچھ سال پہلے رشوت دئے بغیر ریلوے ریزرویشن کا حصول ناممکن سمجھا جاتا تھا، یا تو اسٹیشن ماسٹر کو رشوت دینی پڑتی یا ٹی ٹی کو؛ لیکن ریزرویشن کے لئے کمپیوٹر کے استعمال نے اس کو کافی حد تک کم کر دیا اور ای ٹکٹ کی سہولت نے رشوت کو روکنے میں مزید مؤثر کردار ادا کیا، اگر حکومت اپنے پروگراموں کو عوام تک پہنچانے میں جدید ٹکنالوجی کا استعمال کرے اور ترقیاتی کاموں میں شفافیت پیدا کرنے کے لئے اس کی تفصیلات نٹ (Net) کے ذریعہ عوام کو فراہم کر دے تو بہت کچھ اس کے سدباب میں مدد ملے گی؛ لیکن یہ کہنا مشکل ہے کہ کیا خود حکومتیں اور سیاسی پارٹیاں ایسی شفافیت لانے پر آمادہ ہوں گی، جس میں ان کے نمائندوں اور مقامی کارکنوں کے لئے ناجائز خورد ونوش کا راستہ بند ہو جائے اور بڑے ٹھیکداروں سے پارٹی فنڈ کے نام پر رقم حاصل کرنے کی گنجائش نہ رہے؟

کرپشن زندگی کے تمام شعبوں میں اس طرح پھیل گیا ہے اور عوام اس سے اس درجہ پریشان ہے کہ انا ہزارے کی تحریک پر پورا ملک اکٹھا ہو گیا اور ایک ایسا شخص جس کی پہلے سے کوئی عوامی شناخت نہیں تھی کی آواز پر ملک بھر کے لوگ متوجہ ہو گئے اور حکومت کو ان کی کچھ شرطوں کو قبول کرنا ہی پڑا؛ لیکن محض اتنی سی بات رشوت کو ختم کرنے کے لئے کافی نہیں ہے، جب تک لوگوں کی بنیادی سوچ کو نہ بدلا جائے اور ایک ایسا انقلاب نہ لایا جائے جس کا ہدف صرف ”زبانیں“ نہ ہوں؛ بلکہ ”دل“ ہوں، حقیقی تبدیلی نہیں آسکتی؛ کیوں کہ دل کے بناؤ اور بگاڑ پر ہی انسان کا عملی رویہ موقوف ہے؛ چنانچہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے، جب اس کی اصلاح ہوتی ہے تو انسان کا پورا وجود صالح بن جاتا ہے اور جب یہ بگڑ جاتا ہے تو انسان کے پورے وجود میں فساد سرایت کر جاتا ہے: ”إن فی الجسد لمضغۃ، إذا صلحت صلح کلہ و إن فسدت فسد الجسد کلہ ألا وھی القلب“ (سنن البیھقی الکبری، حدیث نمبر: ۱۰۱۸۰) اس لئے ضرورت ایک ایسی تحریک کی ہے جو دلوں کی دنیا کو بدل دے، جو بنیادی سوچ میں تبدیلی لائے اور جو انسان کو سکھائے کہ وہ سکے ڈھالنے والی مشین نہیں ہے؛ بلکہ وہ دردمند دل، انسانیت کے لئے سوچنے والا دماغ اور محبت کی دھڑکنوں سے آراستہ خدا کی ایک عظیم مخلوق ہے، اس کے بغیر کرپشن کو روکنے کی جو بھی کوشش ہوگی، وہ درخت کی جڑوں کو سیراب کرنے کی بجائے پتوں پر پانی ڈالنے کے مترادف ہوگی۔

(بقیہ صفحہ اول)

انھیں یہ بھی خیال نہیں رہا کہ جب قانون سازی کا حق عوام کو دے دیا جائے گا تو ہر قوم اپنے مفادات اور حالات کے اعتبار سے قوانین بنائے گی اور اگر یہ کام مجلس قانون ساز کے ذمہ بھی کر دیا جائے گا تو بھی اس کے ارکان اپنے کو ذات پات کے حدود، قبائلی، علاقائی، لسانی، اور جغرافیائی حصار سے الگ نہیں کر سکیں گے، نتیجتاً ایسا قانون کبھی بن ہی نہیں سکے گا جو تمام طبقے کے لیے موزوں اور مناسب ہو، کہیں ایک جمہوریت دوسری جمہوریت سے ٹکرا جائے گی، اور کہیں فرد کی بے لگام آزادی افکار وعمل کی ہم آہنگی کو پارہ پارہ کر دے گی اور اگر بالفرض ایسا نہ بھی ہو سکا تو بھی مغربی جمہوریت میں قومیت کا عنصر اتنا غالب ہے کہ وہ پوری عالم انسانیت کو ایک رشتے میں کبھی بھی منسلک نہیں ہونے دے گی۔ اور انسان کبھی بھی جاہلیت کے قومی تعصب اور نسلی امتیاز کے ریشمی قبا کو چاک نہیں کر سکے گا اور جب تک تعصب کی یہ چادر باقی رہے گی امن وشانتی کی تمام تدبیریں ریت کی دیواروں کی طرح ہباءً منثورہ ہوتی رہیں گی۔

شخصی حاکمیت کانعم البدل: ان حالات میں آج دنیا کو ایک ایسے نظام حکومت کی ضرورت ہے، جو مندرجہ بالا خرابیوں سے پاک وصاف ہو، اور وہ صرف اسلامی نظام حکومت ہے، اسلام بنیادی طور پر قانون سازی کا حق (Right to Rule) ایک ایسے قادر مطلق کے لیے ثابت کرتا ہے، جس کے نزدیک امیر، غریب، عورت، مرد، کالے، گورے، شیعہ، سنّی، عرب وعجم، یونانی تورانی سب کے سب برابر ہیں، اس کے نزدیک نہ تو طبقاتی کشمکش ہے اور نہ اپنے حقوق محفوظ رکھنے کا کوئی سوال، وہ جمہوریت کا قائل ہے، لیکن ایسی جمہوریت کا نہیں جو تمام دنیا کو خونی آماجگاہ بنا دے، بلکہ وہ اپنی حکومت انسانوں کی فلاح وبہبود کے لیے انسانوں کے ہاتھوں سے چلواتا ہے، گویا کہ اسلام کے نظریہ سیاسی میں عوامی حکومت (Government of the People) کے بجائے خدائی حکومت (Government of The God) کا تصور غالب ہے اور اسی لیے اس نے انسانوں کو روئے زمین پر اپنا خلیفہ بنایا ہے، خدائی قانون کے علاوہ کسی بھی انسانی قوانین کو وہ جھوٹ، کذب، اور بہتان طرازی سے تعبیر کرتا ہے۔ وہ تمام دنیا کے لوگوں کو ایک قانون اور اٹل دستور کا پابند کرنا چاہتا ہے اور تمام غیر خدائی قوانین سے گریز کا حکم دیتا ہے: وہ کہتا ہے کہ حکمرانی خدا ہی کی ہے، وہ جس کو چاہتا ہے، اپنی حکومت بطور خلافت اس کے ذمہ کر دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے۔ اِن الحکم اِلا لِلّٰہ وہ اپنی حکومت سے تمام شرکاء کی نفی کرتا ہے ولم یکن لہ شریک فی الملک، وہ بار بار آگاہ کرتا ہے کہ حکومت اسی کی ہے اور خلق بھی اسی کا ہے، الا لہ الخلق والامر اور پھر بھی اگر لوگ نہ مانیں اور اپنی حکمرانی ہی پر مصر ہوں تو اسلام آخری اور حتمی فیصلہ سنا دیتا ہے: کہ جو لوگ اللہ کی اتاری ہوئی وحی کے ساتھ فیصلے نہ کریں وہ ظالم، کافر اور فاسق ہیں۔

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد اسعداللہ قاسمی

امریکہ، کینیڈا اور برطانیہ میں شدید برف باری اور طوفانی بارشوں سے نظام زندگی متاثر

امریکہ کینیڈا اور برطانیہ میں شدید سردی کی لہر اور مختلف علاقوں میں شدید برفباری اور بارشوں سے نظام زندگی مفلوج ہوکر رہ گیا۔ امریکی ریاستوں نیویارک، نیوجرسی اور کنیکٹی کٹ کے بعض علاقوں میں شدید برفباری اور طوفانی بارشوں کے بعد سردی کی شدت میں اضافہ ہوگیا۔ سخت سردی کے موسم میں مختلف مقامات پر پچاس ملی میٹر سے زیادہ بارش ریکارڈ کی گئی، جبکہ برفانی طوفان اور بارشوں کے باعث ہزاروں گھر بجلی سے محروم ہوگئے اور کئی ریاستوں میں درجہ حرارت نقطہ انجماد سے نیچے گر گیا۔ ادھر کینیڈا میں بھی شدید سردی کی لہر جاری ہے، صوبہ البرٹا کے شہر ایڈمنٹن میں سردی کا پچاس سالہ ریکارڈ ٹوٹ گیا ہے۔ (یو این آئی)

غزہ میں اسرائیلی حملے میں زخمی کراٹے چیمپئن دم توڑ گئی

عرب میڈیا کے مطابق 24 سالہ نغم ابوسمرہ 17 دسمبر کو اسرائیلی فضائی حملے میں زخمی ہوئی تھی جس میں اس کی ایک ٹانگ ضائع ہوگئی تھی اور اس کے بعد سے وہ کوما میں تھی۔ رپورٹس کے مطابق اس حملے کے بعد خاتون کراٹے چیمپئن کو مصر منتقل کرنے کی بھی اجازت نہیں ملی تھی اور اس حملے میں اس کی بہن بھی جاں بحق ہوگئی تھی، دوسری جانب 7 اکتوبر سے اب تک شہداء کی تعداد 24 ہزار سے تجاوز کرگئی ہے جب کہ 60 ہزار 317 سے زائد افراد زخمی ہوچکے ہیں (یو این آئی)

ایران کا کردستان میں اسرائیلی 'جاسوس ہیڈکوارٹرز' پر حملے کا دفاع

ایران کی وزارت خارجہ کے ترجمان ناصر کنانی کا کہنا تھا کہ ایران نے اپنی اعلیٰ انٹیلی جنس صلاحیت کے ساتھ ایک ٹارگٹڈ آپریشن کے ذریعے مجرموں کے ہیڈکوارٹرز کی نشاندہی کی اور انہیں درست ہتھیاروں سے نشانہ بنایا، ایران کے سرکاری میڈیا نے پیر کورات گئے رپورٹ کیا کہ ایرانی پاسداران انقلاب فورس نے عراق کے نیم خودمختار کردستان کے علاقے اربیل میں اسرائیل کے 'جاسوسی کے ہیڈکوارٹرز' پر حملہ کیا ہے، مزید کہا گیا کہ شام میں بھی داعش کے خلاف حملہ کیا گیا، عراقی وزارت خارجہ نے کہا ہے کہ اس نے بغداد میں ایران کے سفیر کو طلب کیا اور پاسداران انقلاب کی جانب سے اس کی سرزمین پر میزائل حملوں کے بارے میں احتجاج ریکارڈ کروایا، عراق کی وزارت خارجہ کی جانب سے چارج ڈی افیئر زابوالفضل عزیزی کو سونپے گئے ایک خط میں کہا گیا ہے کہ عراق اربیل کے متعدد علاقوں میں ہونے والے حملے کی مذمت کرتا ہے، جس میں عام شہری ہلاک ہوئے ہیں، 'یہ حملہ عراقی خودمختاری کی صریح خلاف ورزی ہے۔' بین الاقوامی قانون اور خطے کی سلامتی کے لیے خطرہ یہ اقدام ہے، خبررساں ادارے رائٹرز کے مطابق پاسداران انقلاب نے ایک بیان میں اسرائیل کی جاسوس ایجنسی موساد کا نام لیتے ہوئے کہا کہ 'جاسوسی کے مراکز اور خطے میں ایران مخالف دہشت گرد گروہوں کے اجتماعات کو تباہ کرنے کے لیے بیلسٹک میزائلوں کا استعمال کیا گیا' (ایجنسی)

غزہ میں قید اسرائیلی قیدیوں کے لیے ادویات کی فراہمی کا معاہدہ طے

قطر کی سرکاری خبررساں ایجنسی (کیو این اے) کو جاری ہونے والے ایک بیان میں دوحہ نے 'اسرائیل اور حماس کے درمیان معاہدے کا اعلان کیا ہے، جس کے تحت اسرائیلی قیدیوں کے لیے ضروری ادویات کی فراہمی کے بدلے غزہ میں شہریوں کو دیگر انسانی امداد کے ساتھ ادویات بھی فراہم کی جائیں گی، فرانسیسی خبررساں ایجنسی اے ایف پی کے مطابق اسرائیلی وزیراعظم بنیامین نتین یاہو کے دفتر نے معاہدے کی تصدیق کرتے ہوئے کہا: قطری نمائندے یہ دوائیں غزہ کی پٹی میں حتمی منزل تک پہنچائیں گے، فرانسیسی صدر دفتر کے مطابق ادویات 45 قیدیوں کے لیے ہیں، گذشتہ نومبر میں ابتدائی طور پر کہا گیا تھا کہ 83 قیدیوں کو ادویات کی ضرورت ہے؛ لیکن اب تک 38 قیدیوں کو یا تو رہا کردیا گیا ہے یا وہ اسرائیلی جارحیت کے نتیجے میں مارے گئے ہیں، بدھ کو غزہ کے جنوبی سرحدی قصبے رفح کے ایک ہسپتال میں ادویات پہنچنے کے بعد ریڈ کراس کی بین الاقوامی کمیٹی انہیں وصول کرے گی، جسے گروپوں میں تقسیم کرکے فوری طور پر قیدیوں تک پہنچایا جائے گا (ایجنسی)

بحیرہ احمر اور غزہ کی سکیورٹی پر 'بہت زیادہ تشویش' ہے: سعودی وزیر خارجہ

سعودی وزیرخارجہ شہزادہ فیصل بن فرحان نے بحیرہ احمر میں کشیدگی اور علاقے میں امن وامان کی خراب صورتحال پر تشویش کا اظہار کیا ہے، العربیہ نیٹ کے مطابق شہزادہ فیصل بن فرحان نے ڈیوس میں ورلڈ اکنامک فورم کے تحت ایک مباحثے میں کہا کہ 'بحیرہ احمر اور غزہ میں عسکری کارروائیوں کی شدت کم کرنا ترجیح ہے'، انہوں نے کہا کہ غزہ کی جنگ پورے علاقے کو سنگین خطرات کی جانب دھکیل دے گی۔ غزہ میں فوری جنگ بندی ضروری ہے، بحیرہ احمر میں حملوں کا تعلق بھی غزہ جنگ سے ہے، سعودی وزیر خارجہ نے کہا کہ ہمیں جنگ بندی اور اس میں شدت کم کرنے کے حوالے سے اسرائیل کی طرف سے کوئی علامت نظر نہیں آرہی، ہماری ترجیح کشیدگی کم کرنے والا راستہ تلاش کرنا ہے، اس کا دارومدار غزہ میں جنگ بندی پر ہے (ایجنسی)

پہلے فتح کی ضرورت ہے، جنگ کے باوجود یوکرین کے شہروں کی تعمیر نو شروع

جنگ جاری ہونے کے باوجود یوکرین نے بعض قصبوں اور شہروں کی تعمیر نو شروع کردی ہے، خبررساں ادارے رائٹرز کے مطابق تروستیریانتس یوکرین کے ان علاقوں میں سے ایک ہے جس کو حکومتی فنڈز کی مدد سے دوبارہ تعمیر کیا جارہا ہے، دو سال قبل روسی افواج کے حملے میں یہ شہر بھی بری طرح متاثر ہوا تھا، شہر کے میئر یوری یابووانے کہا کہ 'ہم ہر اس شخص، ہر بچے کی واپسی کے لیے جنگ لڑ رہے ہیں جو واپس آنا چاہتے ہیں اور یہاں اپنا مستقبل دوبارہ بنانا چاہتے ہیں'' تروستیریانتس روس سے صرف 30 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، میئر یوری یابووانے مزید کہا کہ ہم شہر میں ہر چیز بحال کرنا چاہتے ہیں، کیفے، لائبریریاں، فیکٹریاں، اسکول اور ہسپتال دوبارہ تعمیر کرنا چاہتے ہیں (الجزیرہ)

تعلیم وروزگار

یوپی ایس سی Gr III، سائنسداں B، اسسٹنٹ زولوجسٹ اور دیگر کے لئے نوٹیفکیشن

یونین پبلک سروس کمیشن (UPSC) نے ماہر Gr III، سائنسداں B، اسسٹنٹ زولوجسٹ اور دیگر آسامیوں کے لیے نوٹیفکیشن کا اعلان کیا ہے، وہ امیدوار جو اہلیت رکھتے ہیں وہ نوٹیفکیشن کے مطابق آن لائن درخواست دے سکتے ہیں:

☆پوسٹ کا نام: UPSC مختلف آسامی آن لائن فارم 2024 ☆نوٹیفکیشن کی تاریخ: 16-01-2024
☆کل اسامی: 121 ☆دوسروں کے لیے: ۲۵روپے، خواتین/ SC/ ST اور دیگر امیدواروں کے لیے کوئی فیس نہیں ☆فیس کی ادائیگی کا طریقہ: یا تو ایس بی آئی کی کسی بھی برانچ میں نقد رقم بھیج کر، یا ویزا/ ماسٹر/ روپے کریڈٹ/ ڈیبٹ کارڈ/ یو پی آئی ادائیگی کا استعمال کرکے یا کسی بھی بینک کی انٹرنیٹ بینکنگ سہولت کا استعمال کرکے ☆آن لائن اپلائی کرنے کی آخری تاریخ: 01-02-2024 شام 59:23 بجے
☆مکمل طور پر جمع کردہ آن لائن درخواست کی پرنٹنگ کی آخری تاریخ: 02-02-2024 شام 59:23 بجے
مزید تفصیلات کے لیے https://www.upsconline.nic.in پر جائیں۔

ہندوستان اسٹیل کنسٹرکشن لمیٹڈ (HSCL) میں ملازمت کا موقع

ہندوستان اسٹیل کنسٹرکشن لمیٹڈ (HSCL) نے مختلف عہدوں پر بحالی کے لئے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے، وہ امیدوار جو تفصیلات کے مطابق اہلیت رکھتے ہوں وہ آن لائن درخواست دے سکتے ہیں:

☆پوسٹ کا نام: HSCL مینیجر، .Dy مینیجر اور دیگر 2023 ☆پوسٹ کی تاریخ: 28-12-2023
☆کل آسامی: 45 ☆جنرل/ او بی سی/ ای ڈبلیو ایس امیدواروں کے لیے درخواست کی فیس: ۱۰۰۰روپے۔ ایس سی/ ایس ٹی/ پی ڈبلیو ڈی امیدواروں کے لیے درخواست کی کوئی فیس نہیں ☆فیس ادائیگی کا طریقہ: آن لائن ☆ اہم تاریخیں: آن لائن درخواست کی ابتداء: 23-12-2023 ☆آن لائن درخواست کی آخری تاریخ: 31-12-2024
مزید معلومات کے لئے اس ویب سائٹ https://www.hsclindia.in پر جائیں۔

انڈین انسٹی ٹیوٹ آف جیومیگنیٹزم میں کئی عہدوں کے لیے درخواست طلب

انڈین انسٹی ٹیوٹ آف جیومیگنیٹزم نے ہندوستانی شہریوں سے باقاعدہ عہدوں کے لیے آن لائن درخواست طلب کیا ہے، تعلیمی، تکنیکی اور انتظامی آسامیاں اشتہار نمبر 05/ IIG/ HRD/ 2023 کے تحت اہل امیدواروں سے براہ راست بحالی کے ذریعے پُر کی جائیں گی، انڈین انسٹی ٹیوٹ آف جیومیگنیٹزم حکومت ہند کے شعبہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے تحت ایک خودمختار سائنسی تحقیقی ادارہ ہے۔
آن لائن درخواست فارم جمع کرنے کی آخری تاریخ 04 فروری 2024 ہے، ڈاؤن لوڈ دستاویز 9 فروری 2024 کو یا اس سے پہلے شام 05:00 بجے تک "آفس آف رجسٹرار"، انڈین انسٹی ٹیوٹ آف جیومیگنیٹزم، پلاٹ نمبر 5، سیکٹر 18، کالمبولی ہائیوے، نیو پنویل، نوی ممبئی 410218 (مہاراشٹر) کے پتہ پر معاون دستاویزات کے ساتھ جمع کرنا ضروری ہے۔
مزید تفصیلات کے لیے، براہ کرم انسٹی ٹیوٹ کی ویب سائٹ www.iign.res.in دیکھیں۔

(NEIGRIHMS)، شیلانگ میں 21 جونیئر ریذیڈنٹ ڈاکٹر کی بحالی

نارتھ ایسٹرن اندرا گاندھی ریجنل انسٹی ٹیوٹ آف ہیلتھ اینڈ میڈیکل سائنسز (NEIGRIHMS)، شیلانگ نے جونیئر ریذیڈنٹ ڈاکٹر کی آسامی پر بحالی کے لیے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے، وہ امیدوار جو اس کی اہلیت رکھتے ہیں وہ جاری شدہ نوٹیفکیشن کے مطابق درخواست دے سکتے ہیں:

☆پوسٹ کا نام: Jr NEIGRIHMS ریذیڈنٹ ڈاکٹر ☆فارم جمع کرنے کا طریقہ: آف لائن
☆اجراء کی تاریخ: 18-01-2024 ☆کل آسامی: 21
☆درخواست کی فیس: کوئی فیس نہیں ☆آف لائن درخواست جمع کرنے کی آخری تاریخ: 31-01-2024
☆عمر کی حد: زیادہ سے زیادہ عمر کی حد 30 سال
☆عمر میں رعایت قواعد کے مطابق لاگو ہوتی ہے ☆قابلیت: امیدواروں کے پاس طبی قابلیت ہونی چاہیے۔
مزید تفصیلات کے لئے www.neigrihms.gov.in پر جائیں یا فون نمبر: 0364-2538020/2539-215/216/217 پر رابطہ کریں۔

ایک ہی چھت کے نیچے ہر طرح کی طباعت کفایتی شرح پر دستیاب
مدارس کے اشتہارات اور رسید کی چھپائی کا خصوصی نظم
Azimabad Printers
8434419421
9304022690
Calender | Raseed
Letter Head | Pamphlet
Handbill | Invoice Book
Flex/Banner | Poster
Notebook | Text Book
Magazine | News Paper
Add: Plot No. 905, Vachaspati Colony Road, Near- Kumhrar Gumti, Sandalpur, Patna-06

Scanned with CamScanner

ملی سر گرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

دین اسلام کی بقا اور فروغ میں مدارس کا کردار اہم: حضرت امیر شریعت

علمی و صنعتی اورادبی وثقافتی شہر بھاگلپور کے قدیم دینی تعلیمی ادارہ مدرسہ اسلامیہ قاسمیہ سردار پور، چمپانگر، بھاگلپور میں ایک عظیم الشان جلسہ دستار بندی کا انعقاد ہوا جس کی صدارت مفکر ملت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی امیر شریعت بہاراڈیشہ وجھارکھنڈ، سجادہ نشین خانقاہ رحمانی مونگیر نے فرمائی، جب کہ نظامت کے فرائض مدرسہ عربیہ احیاء العلوم ناتھ نگر کے مہتمم مولانا اسجد ناظری نظر اور مفتی محمد خلیل استاذ حدیث مدرسہ اصلاح المسلمین چمپانگر نے انجام دئے، جامع مسجد چمپانگر کے امام مولانا قاری سرور کی تلاوت اور معروف شاعر جمشید جوہر کی نعت سے پروگرام کا مبارک آغاز ہو، مدرسہ اصلاح المسلمین کے شیخ الحدیث مولانا اویس قاسمی بانی مدرسہ نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے مدرسہ کی تاریخ پر روشنی ڈالی، اجلاس میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے خطاب تے ہوئے مفتی محمد وصی احمد قاسمی نائب قاضی امارت شرعیہ پٹنہ نے 103 حفاظ کی دستار بندی پر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مدرسہ قاسمیہ ایک کارگذار ادارہ ہے جس کا ثبوت یہ حفاظ کرام ہیں، انہوں نے دینی تعلیم کے ساتھ اعلیٰ عصری تعلیم کے حصول پر بھی زور دیا، حضرت امیر شریعت نے اپنے پر مغز خطاب میں کہا کہ اس علاقے سے میرے آباء اجداد کا قدیم تعلق رہا ہے، آج اس اجلاس میں شرکت کرتے ہوئے مجھے بڑی مسرت ہو ہے، انہوں نے دین واسلام کی بقاء اور فروغ میں مدارس اسلامیہ کے کردار پر روشنی ڈالی، انہوں نے کہا کہ فارغ ہونے والے طلبہ کے ساتھ ساتھ ان کے والدین اور مدرسہ کے مہتمم قاری حسیب الرحمٰن مفتاحی اور اساتذہ بھی مبارک باد کے مستحق ہیں، کل قیامت کے دن ان کے والدین کے سروں پر چمکتا ہوا تاج ہوگا، یہ بہت بڑی سعادت کی بات ہے، مولانا عطاء الرحمٰن مفتاحی صدر جمعیۃ علماء بھاگلپور، مفتی خورشید انور قاسمی قاضی شریعت بھاگلپور، مفتی الیاس قاسمی بھاگلپور نے بھی اپنی تقریر میں حفظ قرآن کی فضیلت، مدارس اسلامیہ کی اہمیت، علماء کے مقام ومرتبہ اور عصری تعلیم کی اہمیت وضرورت پر روشنی ڈالی، اجلاس میں حافظ مظفر، حافظ نعمت اللہ نے بھی اپنی خوبصورت نعتوں سے سامعین کو محظوظ کیا، مولانا عطاء الرحمان مفتاحی کی دعا پر پروگرام اختتام پذیر ہوا، اس اجلاس میں بھاگلپور کے معزز علماء کرام، دانشوران عظام اور دینی وملی اداروں کے ذمہ داران نے شرکت کی خاص طور پر قاری اسعد قاسمی، مفتی یونس قاسمی، مولانا عبداللہ آزاد، مفتی حسنین، مولانا اشتیاق قاسمی، مولانا ارشد ناظری ندوی، مولانا حسان غازی، مولانا فردوس حلیمی مولانا ابو ہریرہ نے شرکت فرما کر اسٹیج کو زینت بخشی، اس موقع پر باشندگان سردار پور نے نظم ونسق کو بہتر بنانے میں اہم رول ادا کیا۔

جاڑے کے موسم میں ضرورت مندوں کو گرم کپڑے فراہم کرنا بڑی انسانی خدمت: امارت شرعیہ

امارت شرعیہ کی جانب سے ہر سال کی طرح اس سال بھی سردی کے موقع پر ضرورت مندوں اور محتاجوں کے درمیان کمبل کی تقسیم کا سلسلہ کئی روز سے جاری ہے، امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی ہدایت کے مطابق ذمہ داران امارت شرعیہ اور معززین شہر کے ذریعہ صوبہ بہار، اڈیشہ، وجھارکھنڈ مغربی بنگال کے مختلف اضلاع میں غرباء ومساکین کی مختلف بستیوں میں جھگی جھوپڑی میں رہنے والوں کے درمیان کمبل تقسیم کیے جارہے ہیں، امارت شرعیہ کے مختلف قضاۃ اور ضلعی صدر وسکریٹریز حضرات اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں اور غرباء کی راحت رسانی میں مصروف ہیں، مرکزی دفتر میں بھی مقامی ضرورت مندوں کے درمیان کمبل کی تقسیم ہو رہی ہے، اسی ضمن میں مورخہ 16/جنوری 2024 روز منگل کو مرکزی دفتر امارت شرعیہ پھلواری شریف کے احاطہ میں رکشہ اور ٹھیلا چلانے والوں کے درمیان حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت امارت شرعیہ، حضرت مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ، جناب مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم، جناب مولانا مفتی سہراب ندوی نائب ناظم، جناب مولانا مفتی وصی احمد قاسمی نائب قاضی شریعت، جناب مولانا مفتی احتکام الحق قاسمی صاحب، مولانا محمد ارشد رحمانی، مولانا نصیر الدین مظاہری، مولانا عبدالقدوس مظاہری، ڈاکٹر نثار احمد، مولوی ممتاز احمد صاحب، محمد قیام الدین، ہمایوں اشرف، وغیرہ ودیگر ذمہ داران وکارکنان امارت شرعیہ کے ذریعہ کمبل تقسیم کیے گئے، اس موقع پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے حضرت نائب امیر شریعت صاحب نے کہا کہ اسلام ہمدردی، غمگساری، ضعیفوں کی امداد، نیکی اور پرہیز گاری کا مذہب ہے، جو یہ بتاتا ہے کہ محتاجوں اور بے سہاروں کو سہارا دینا، ضعیفوں کی امداد اور خدمت خلق دین اور دنیا دونوں کے لیے نافع اور مفید ہے اور ضعیفوں اور کمزوروں کے ساتھ رحم وکرم کا معاملہ کرنا اور ان کی امداد انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی سنت ہے، حضرت قائم مقام ناظم صاحب نے فرمایا کہ اس اہم خدمت کی ادائیگی کی طرف امارت شرعیہ، بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ، نے ہمیشہ توجہ کی ہے، ان دنوں سخت سردی کا موسم ہے، بہت سارے خدا کے بندے ایسے ہیں، جن کو سر چھپانے کی جگہ نہیں ہے، وہ گرم کپڑے اور ضروریات زندگی سے محروم ہیں، ایسے لوگوں کی جانی ومالی مدد کرنا بڑی انسانی خدمت ہے، انسانی خدمت کی کتنی اہمیت ہے اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پہلی وحی کے موقع پر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی تو آپ کی تعریف میں یہ الفاظ کہے: ”آپ تو رشتوں کو جوڑتے ہیں، مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں، لوگوں کا بوجھ خود اٹھا لیتے ہیں، اپنی کمائی سے محتاجوں کی اعانت اور مصیبت زدہ کی مدد کرتے ہیں، جناب قائم مقام ناظم صاحب نے انسانی درد رکھنے والے صاحب حیثیت حضرات امارت شرعیہ کے ضلعی صدور وسکریٹریز، نقباء امارت شرعیہ ودیگر احباب سے اپیل کی ہے، اس موقع پر ضرورت مندوں کے درمیان کمبل وگرم کپڑے وغیرہ تقسیم کر کے ثواب دارین کے مستحق ہوں جو حضرات امارت شرعیہ کے ذریعہ اس خدمت کو انجام دینا چاہتے ہوں وہ امارت شرعیہ کے اکاؤنٹ میں رقم بھیج کر مطلع کردیں۔

وفاق المدارس سے ملحق مدارس کے سالانہ امتحانات ۶/شعبان سے

امتحان کمیٹی کی میٹنگ اہم فیصلوں کے ساتھ اختتام پذیر

امارت شرعیہ اور اس کے اکابر ہمیشہ سے مدارس اسلامیہ کے تعلیمی نظام کو معیاری بنانے کے لیے فکر مند رہے ہیں، اسی فکر مندی کے نتیجے میں ۱۹۹۶ء میں آزاد مدارس اسلامیہ کا وفاق قائم کیا گیا، اس کے نظام تعلیم، نصاب تعلیم اور نظام امتحان میں یکسانیت پیدا کرنے کی کوشش کی گئی، چنانچہ اس وقت دوسوستہتر (۲۷۷) مدارس وفاق المدارس الاسلامیہ امارت شرعیہ سے منسلک ہیں، جن کا سالانہ امتحان وفاق المدارس الاسلامیہ امارت شرعیہ لیتا ہے، اس سال وفاق کے نظام امتحان کو روبعمل لانے کے لئے وفاق کی امتحان کمیٹی کی ایک اون لائن میٹنگ زوم ایپ پر مورخہ ۲۸/جمادی الاخری ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۱/جنوری ۲۰۲۴ء روز جمعرات منعقد ہوئی، جس میں ناظم امتحان مفتی انوار احمد قاسمی ناظم مدرسہ عارفیہ سنگرام مدھوبنی، نائب ناظم امتحان ومفتی امارت شرعیہ مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی، مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی ناظم وفاق اور دیگر اراکین: مولانا سراج صاحب مدرسہ اسلامیہ شکر پور بھرواره دربھنگہ، مفتی عاصم صاحب نائب ناظم مدرسہ اشرفیہ عربیہ پوہدی بیلا دربھنگہ، مولانا آفتاب عالم صاحب مدرسہ ریاض العلوم ساٹھی مغربی چمپارن، مولانا شرافت علی ندوی صاحب صدر مدرس جامعہ فلاح الدارین رہتاس نے سالانہ امتحان کی تاریخ کی تعیین، تعدیل سوالات، امتحان فیس کی ادائیگی اور دیگر اہم امور پر تبادلہ خیال کیا، اور مختلف تاریخوں پر غور کرنے کے بعد مورخہ ۶/تا ۱۱/شعبان ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۷/تا ۲۲/فروری ۲۰۲۴ء روز سنیچر تا جمعرات وفاق سے ملحق مدارس کا امتحان ہونا طے پایا۔ سوالات مرتب کرنے والے علماء مدارس کو خطوط ارسال کردیے گئے ہیں، دفتر کو سوالات موصول ہو رہے ہیں، جن اساتذہ کی جانب سے اب تک سوالات موصول نہیں ہوئے ہیں، ان سے گذارش ہے کہ جلد از جلد ان سے متعلق کتابوں کے سوالات مرتب کر کے دفتر کو بھیج دیں تا کہ تعدیل اور کمپوزنگ وغیرہ کے بعد بر وقت سوالات اور کاپیاں وفاق کے ملحق مدارس میں بھیجی جاسکیں، کاپیوں کی جانچ ۱۷/تا ۱۹/شعبان ۱۴۴۵ھ ہوگی، ملحقہ مدارس اپنے مدرسہ کے جملہ مدرسین کے نام، ان سے متعلقہ کتابوں کی تفصیلات، نگراں ممتحن، ممتحن حضرات کے اسماء گرامی، رجب تک متوقع مقدار خواندگی اور درجہ وار طلبہ کی تعداد کے ساتھ متعینہ امتحان فیس جلد از جلد دفتر وفاق کو مہیا کرادیں، اس سلسلہ میں دفتر سے ایک خط بھی مدارس ملحقہ کو ارسال کیا گیا ہے، ناظم وفاق المدارس مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی نے ذمہ داران مدارس سے گذارش کی ہے کہ وہ اپنے یہاں کے تعلیم کو مزید معیاری بنائیں، طلبہ کے اندر اخلاقی اقدار کو فروغ دیں اور ان کی اسلامی طریقہ پر ذہنی وفکری تربیت کریں، میٹنگ کا آغاز مولانا محمد سعید کریمی کی تلاوت کلام پاک اور اختتام ناظم وفاق صاحب کی دعا پر ہوا۔

وزیر اعظم کے ذریعہ ایودھیا میں مندر کا افتتاح انصاف اور سیکولرزم کا قتل

مسلمانوں کے لئے 22/جنوری کو اس کی خوشی میں دیپ جلانا یا مشرکانہ نعرہ لگانا قطعاً جائز نہیں

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے اپنے پریس نوٹ میں کہا ہے کہ کائنات اور اس کے پیدا کرنے والے کے بارے میں اسلام کا تصور بالکل واضح ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک ہی خدا ہے، جس نے اس کائنات کو اور اس کی تمام چیزوں کو پیدا کیا ہے، وہی روزی دیتا ہے، وہی علم عطا کرتا ہے، وہی انسان کو عزت سے نوازتا ہے اور وہی زندگی اور موت کے فیصلے کرتا ہے، ایسا نہیں ہے کہ مختلف خدا مل کر کائنات کا انتظام سنبھالتے ہوں؛ کوئی شکچھا کا خدا ہو، کوئی روزی کا، کوئی طاقت کا اور کوئی زندگی اور موت کا، یہ مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے، یہ عقیدہ انسانی مساوات اور برابری کا جذبہ پیدا کرتا ہے؛ کیوں کہ اس کو ماننے والا ہر شخص یہ سمجھتا ہے کہ ہم سب کو خدا ہی نے پیدا کیا ہے اور انسان ہونے کے اعتبار سے ہم سب برابر ہیں اور اس یقین کی وجہ سے انسان کے اندر تمام مخلوقات کی بھی محبت پیدا ہوتی ہے؛ کیوں کہ وہ سب اسی خدا کی پیدا کی ہوئی ہے، جس نے ہمیں پیدا کیا ہے، ایودھیا میں جو رام مندر کی تعمیر کا عمل ہونے جارہا ہے، یہ یوں تو سراسر ظلم پر مبنی ہے؛ کیوں کہ سپریم کورٹ نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ اس کے نیچے کوئی مندر نہیں تھا، جس کو منہدم کر کے مسجد بنائی گئی ہو اور اس کا کوئی ثبوت بھی نہیں ہے کہ خاص اسی جگہ شری رام چندر جی پیدا ہوئے ہوں؛ لیکن قانون سے ہٹ کر عدالت نے اکثریتی فرقہ کے ایک طبقہ کے ایسے آستھا کی بنیاد پر یہ فیصلہ دیا ہے، جس کا خود ہندو بھائیوں کی مقدس کتابوں میں ذکر نہیں ہے، یہ یقیناً ملک کی جمہوریت اور سیکولرزم پر بڑا حملہ ہے؛ اس لئے اگر چہ مسلمانوں نے سپریم کورٹ کا احترام کرتے ہوئے اس فیصلہ پر خاموشی اختیار کی ہے؛ مگر اس فیصلہ نے ان کے دلوں کو مجروح کیا ہے، اب اسی فیصلہ کو اساس بناتے ہوئے ایک ایسی مسجد - جس میں سینکڑوں سال نماز ادا کی گئی - کی جگہ پر رام مندر کی تعمیر، اس میں حکومت کی خصوصی دلچسپی اور وزیر اعظم کے ذریعہ اس کا افتتاح انصاف اور سیکولرزم کا قتل ہے اور سیاسی مقاصد کے لئے ملک بھر میں اس کی تشہیر اقلیتوں کے زخم پر نمک چھڑکنا ہے؛ اس لئے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ حکومت کے اس غیر سیکولر اور غیر جمہوری رویہ کی سخت مذمت کرتا ہے، یہ بھی سوال کیا جارہا ہے کہ کیا ۲۲/جنوری کو دیپ جلانا چاہئے اور جے شری رام کا نعرہ لگانا چاہئے؟ تو مسلمانوں کو سمجھ لینا چاہئے کہ یہ مشرکانہ عمل اور مشرکانہ نعرہ ہے، اگر ہندو بھائی مندر کی تعمیر کی خوشی میں دیپ جلائیں تو ہمیں اس پر اعتراض نہیں؛ لیکن مسلمانوں کے لئے ہرگز اس عمل میں شرکت جائز نہیں ہے، اسلام نے تمام مذہبی مقدس شخصیتوں کا احترام کرنے کو کہا ہے، ہم شری رام جی کے بشمول ہندو مقدس شخصیتوں کا بھی احترام کرتے ہیں؛ لیکن ہم اُن کو خدا نہیں مانتے، مسلمان صرف اللہ کی توحید اور کبریائی کا نعرہ لگاتا ہے، کسی اور شخصیت کا نہیں؛ اس لئے مسلمانوں کو اس سے پوری احتیاط برتنی چاہئے اور ہرگز ایسے عمل کا ارتکاب نہیں کرنا چاہئے۔

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ: ایک تحریک ایک کارواں

مولانا احمد حسین قاسمی مدنی

بیسویں صدی کے ابتدائی دور میں جہاں ایک جانب ملک ہندوستان کی آزادی کی تحریک تیزتر ہوگئی تھی، وہیں دوسری جانب دین و شریعت کی حفاظت کے لیے ملک میں نئی تنظیموں کے قیام کا عمل بھی شروع ہو چکا تھا۔ دیکھا جائے تو وہ انقلاب اور شورش کا زمانہ، درحقیقت ملک وملت کی تشکیل جدید کا زمانہ تھا، اس وقت ملک میں نہایت قدآور اور بڑے بڑے مسلم قائدین موجود تھے۔ جن کے افکار، نہایت بلند، عزائم غیر معمولی طور پر راسخ اور نگاہیں، بہت دوررس تھیں، اس کاروان جنوں میں ایک اہم اور نمایاں نام ''حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجاد رحمۃ اللہ علیہ'' کا ہے؛ جن کو اللہ سبحانہ وتعالی نے علم وحکمت اور فکر ونظر کا وافر حصہ عطا فرمایا تھا، وہ بلند پایا مفکر، بہترین سیاسی مدبر اور ملت کی شیرازہ بندی کے عظیم رہنما اور محرک ثابت ہوئے۔ وقت کے محدث جلیل حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے انہیں ''فقیہ النفس'' کا خطاب دیا تھا، اس انتشار کے زمانے میں جبکہ قوم وملت کے سامنے کوئی واضح منزل نظر نہیں آرہی تھی، آپ نے ایسے وقت میں کلمہ واحدہ کی بنیاد پر، امت مسلمہ کے بکھرے شیرازے کو یکجا کرنے کی کوششیں شروع کردیں، چنانچہ 1917ء میں انجمن علماء بہار کی بنیاد ڈالی اور اس کے تحت دارالقضاء کا نظام قائم فرمایا، آپ کی اس کامیاب تحریک سے متأثر ہوکر آپ کی تجویز پر 1919ء میں جمعیت علماء ہند قائم کی گئی۔

اس سے قبل 1857 عیسوی میں مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد اسی نقطہ نظر سے تحریک شہیدین (حضرت شاہ اسماعیل شہید اور حضرت سید احمد شہید بریلوی رحمہما اللہ) اٹھی تھی؛ جو بعض وجوہ سے کامیاب نہ ہوسکی اور جس کے نتیجے میں ہندوستان میں امارت وخلافت کا کوئی عملی نقشہ تیار نہ ہوسکا؛ مگر حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد رحمۃ اللہ علیہ کے بے لوث دینی جذبے اور امت کے تئیں بے انتہاء فکرمندی نے امارت شرعیہ کو وجود بخشنے میں کامیابی حاصل کرلی۔

لہذا آپ نے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی اور قطب زماں حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمہما اللہ کی تائید سے، مجاہد آزادی حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں، ملک کے پانچ سو نامور علماء کرام کو جمع کیا اور ان کی موجودگی میں کتاب وسنت کے منہج پر مسلمانوں کی دینی واجتماعی زندگی کے حصول کے لیے 26/ جون 1921ء کو پٹنہ کی سرزمین پر امارت شرعیہ کی بنیاد رکھ دی؛ تاکہ مسلمان خلافت راشدہ کی روشنی میں، ایک امیر شریعت کے ماتحت ہوکر اپنی اجتماعی زندگی گزار سکیں اور بحیثیت امت اور جماعت اس ملک میں اسلامی شناخت کے ساتھ زندہ رہ سکیں۔

1921ء کا قائم کردہ یہ تاریخی اور بے مثال ادارہ، جو خالص اسلامی فکر کے تحت قائم کیا گیا، آج بحمداللہ ملک اور بیرون ملک میں ہندوستانی مسلمانوں کی دینی وشرعی پہچان بن چکا ہے۔ آزادی کے بعد اس ادارے نے شمالی ہندوستان میں خصوصا اور پورے ملک میں عموما دینی وملی قیادت کے ساتھ سیاسی رہنمائی کا بھی اہم فریضہ انجام دیا ہے، اس نے ہر نازک موڑ پر ملت کی بروقت رہنمائی کی ہے، پورے ملک میں اس ادارے کا یہ امتیاز رہا ہے کہ اس کے بانیین و اکابرین نے کلمہ اسلام کو بنیاد بنا کر ملت کے تمام طبقات ومسالک کے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کا تاریخی کارنامہ انجام دیا۔

اس کی تشکیل کے وقت ہی اس کے اغراض ومقاصد میں یہ بات شامل کی گئی، کہ ممکنہ حد تک یہاں کے مسلمانوں میں شرعی احکام کو جاری کرنا، امارت شرعیہ کا بنیادی ہدف ہوگا، داخلی سطح پر کلمہ واحدہ کو بنیاد بنا کر، مسلمانوں کو متحد ومضبوط رکھنا اور خارجی مسائل میں ان کی مکمل رہبری کرنا ادارے کا مرکزی نصب العین ہوگا۔ اسی طرح ملک کے مسلمانوں کو دین وایمان اور شعائر اسلام کیساتھ زندگی گزارنے کی تلقین کرتے رہنا اس کی اولین ترجیح ہوگی۔

تاریخ شاہد ہے کہ امارت شرعیہ، اپنے مذکورہ اہداف سے کبھی غافل نہیں رہی اور اس کے امرائے شریعت اور خدام نے ہمیشہ ملت کی سربلندی اور شریعت کے تحفظ کے لیے اپنی ذات کو پیش پیش رکھا اور حکام وقت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر راہ عزیمت پر چلتے ہوئے ہندوستانی مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے لڑائی جاری رکھی اور ہمیشہ سرفروشانہ کردار ادا کیا۔ اور یہ بات بھی بانگ دہل کہی جاسکتی ہے کہ اس ادارہ نے ملت کیمفاد میں کبھی مداہنت سے کام نہیں لیا۔

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ گائے کے ذبیحہ پر مکمل پابندی لگانیا و راس کی فضا ہموار کرنے کے لیے گاندھی جی نے ملک میں تحریک چلائی تھی جب بانی امارت شرعیہ حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا علم ہوا کہ گاندھی جی اسی تحریک کو لے کر بہار میں داخل ہورہے ہیں تو آپ پٹنہ سے نکل پڑے اور راستہ روک کر گاندھی جی سے سوال کیا کہ گائے کے ذبیحے پر آپ پابندی کیوں لگانا چاہتے ہیں؟ گاندھی جی نے جواب دیا: تاکہ ہندو بھائیوں کو مسلمانوں کے اس عمل سےتکلیف نہ پہنچے، تو اس پر حضرت محمد سجاد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر بات محض تکلیف کی ہے تو مسلمانوں کو بھی اس ملک میں مورتی پوجا اور شرک سے قلبی تکلیف پہنچتی ہے؛ تو کیا ہم آپ سے یہ مطالبہ کریں کہ مرتی پوجا ہندوستان میں بند کردی جائے؟ اتنا سننا تھا کہ گاندھی جی اس تحریک سے دست بردار ہوکر واپس اپنے مقام کا رخ کیا، اور پھر کبھی اس موضوع پر کلام نہیں کیا۔

اس امر سے بھی ہر صاحب علم واقف ہیکہ آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے قیام میں امارت شرعیہ کا براہ راست کردار ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اس ملک میں امارت شرعیہ نہیں ہوتی تو آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ بھی نہیں ہوتا تو یہ کہنا ہرگز بیجا نہ ہوگا۔

یہ بات بھی ہر شخص جانتا ہے کہ امارت شرعیہ کے چوتھے امیر شریعت حضرت مولانا الشاہ منت اللہ رحمانی نور اللہ مرقدہ اس کے بانی ہیں اور خصوصیت کے ساتھ ان کے دو عالی مرتبت رفقاء قاضی القضاۃ حضرت مولانا مجاہد الاسلام قاسمی نائب امیر شریعت امارت شرعیہ اور امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب رحہما اللہ، بورڈ کی تشکیل میں حضرت رحمانی کیساتھ، مکمل اسماعیلی کردار ادا کررہے تھے، اور یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ بورڈ کے ابتدائی زمانے سے لے کر آج تک مسلم پرسنل لاء کی تمام تحریکات میں امارت شرعیہ اور اس کے کارکنان رضا کارانہ طور پر بورڈ کے شانہ بشانہ شریک رہے، الغرض یہ کہ آزادی کے قبل سے آج تک اس ملک میں جب بھی شریعت اور مسلمانوں کے خلاف کوئی آواز اٹھی؛ تو امارت شرعیہ اور اس کے اکابرین سب سے پہلے اس کی حمایت میں آگے آئے اور پوری مضبوطی کے ساتھ امت وشریعت کا دفاع کیا۔ اسلام کے عائلی قوانین کی حفاظت کی غرض سے شریعت اپلیکیشن ایکٹ 1937 اور وقف ایکٹ کی منظوری میں امارت شرعیہ کا نمایاں کردار رہا ہے۔

اسی طرح شاہ بانو کیس، (نفقہ مطلقہ)، متبنی بل، جبری نسبندی جیسے غیر شرعی قوانین جب بھی مسلمانوں پر مسلط کیے گئے تو امارت شرعیہ کے امرائے شریعت اور علماء نے پوری جرأت ایمانی کے ساتھ حکومت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور شریعت کے تحفظ کے لیے اپنی جدو جہد جاری رکھی اور کبھی مصلحت پسندی سے کام نہیں لیا۔

ابھی حالیہ دنوں میں یونیفارم سول کوڈ کے خلاف آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی سربراہی میں، بحیثیت تنظیم، امارت شرعیہ کی کارکردگی سب سے زیادہ نمایاں رہی ہے۔ اس کا کام اتنا پختہ، اس کی زمین اتنی مستحکم اور اس کے کارکنان اتنے مخلص ہیں کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے اکابرین نے اس کے طریقہ کار کو پسند کیا اور پورے ملک میں اسی نہج پر یوسی سی کے خلاف رائے دہی کا کام انجام دیا گیا۔ دنیا نے دیکھا کہ امارت شرعیہ کے ذمہ داران وکارکنان کس انہماک اور قربانی کے ساتھ شرعی وملی فرائض کو انجام دیتے ہیں چنانچہ مسلم پرسنل لاء کے تحفظ اور شریعت کی حفاظت کی راہ میں امارت شرعیہ کے نہایت قدیم نائب ناظم حضرت مولانا سہیل احمد ندوی رحمۃ اللہ علیہ اڑیسہ کی سرزمین پر قابل رشک موت سے سرفراز ہوئے اور امارت شرعیہ کے سیکڑوں کارکنان، جون اور جولائی کی سخت گرمی میں بہار، اڈیشہ، جھارکھنڈ اور مغربی بنگال کے گاؤں گاؤں میں پہنچ کر مسلمانوں کو اس قانون کے مضر پہلوؤں سے آگاہ کیا اور لاکھوں مسلمانوں کی جانب سے یوسی سی کے خلاف لاء کمیشن آف انڈیا کو تحریری جواب بھیجنے میں کامیابی حاصل کی۔

ملک کے بدلے ہوئے حالات آج جس نئی حکمت عملی اور نئے طریقہ کار کا تقاضا کررہے ہیں؛ ان کو بروئے کار لانے کی امارت شرعیہ کی جانب سے ہر ممکن جدوجہد جاری ہے۔ فرقہ پرستی اور تشدد کے جس مہیب سائے نے ملک کی گنگا جمنی تہذیب اور برادرانہ ہم آہنگی کو متأثر کیا ہے اس کے ازالہ کے لیے جس منصوبہ بندی کی ضرورت ہے اور ماحول کو سازگار بنانے کے لیے جس قدر محنت درکار ہے اس سے ہر باشعور شخص واقف ہے ایسے میں پوری ملت پر فرض ہے کہ امارت شرعیہ کو اپنی ذات اور صلاحیت سے طاقت بہم پہنچائے اور بزرگوں کی چھوڑی ہوئی اس عظیم الشان امانت کو اس کی حقیقی شکل وصورت میں باقی رکھے اور اس کے موجودہ امیر شریعت سمیت تمام ذمہ داران و کارکنان کی صحیح کاموں پر بھرپور حوصلہ افزائی کرے اور اگر کوئی فرو گزاشت نظر آئے تو ''الدین النصیحۃ'' کے تحت صحیح طریقے پر مخلصانہ مشوروں سے نوازے۔ اگر کوئی اختلاف پیدا ہوجائے تو اسے باہم مذاکرہ کے ذریعے حل کرے؛ نہ کہ ریاست کی بنیاد پر علیحدگی اختیار کی جائے، حقیقت یہ ہے کہ یہ چند موجودہ تنظیمیں، ملت اسلامیہ ہندیہ کے حق میں فضل الہی اور مغتنمات سے کم نہیں۔ آج کے نازک حالات میں ملت کو ان تنظیموں کی، ماضی کے مقابلے زیادہ ضرورت ہے۔

ہندوستان کی پوری تاریخ میں جن حالات سے آج مسلمان دوچار ہیں، ملک میں اس سے پہلے مسلمانوں پر ایسے حالات نہیں آئے، جس کا تقاضہ ہے کہ مصیبت کی اس گھڑی میں امارت شرعیہ جیسی مستحکم ومنظّم تنظیم کی زیادہ سے زیادہ حفاظت کی جائے اور جو قیادت، اللہ کی جانب سے میسر ہے، اس کے قدم سے قدم ملا کر ملت کے پیش آمدہ مسائل کے حل کیلئے مشترکہ طور پر کوشش کی جائے اور آنے والے طوفانوں کا ایک زندہ اور غیور قوم کی طرح ایمانی وملی شعور کے ساتھ مقابلہ کیا جائے۔ نہ کہ اپنی قوت واجتماعیت کو منتشر کرکے مزید مشکلات کو اپنے اوپر آنے کی دعوت دی جائے۔ ملکی حالات، ہمیں ہرگز اس کی اجازت نہیں دیتے۔ اللہ تعالی ہم تمام کو اتحاد واتفاق اور ملی اجتماعیت کے ساتھ زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین یارب العالمین)

ایک ہوجائیں تو بن سکتے ہیں خورشید مبیں
ورنہ ان بکھرے ہوئے تاروں سے کیا بات بنے

وطن اور ہم

وطن پہ آنچ نہ آئے یہ دھیان دیتے ہیں
ہمیشہ اس کی حفاظت میں جان دیتے ہیں

ہر ایک جنگ میں ہم پیش پیش تھے پھر بھی
وطن سے عشق کا ہم امتحان دیتے ہیں

وہ جن کے پرکھوں نے افرنگ کے تلوے چاٹے
ہمیں وطن سے محبت کا گیان دیتے ہیں

گھما پھرا کے ہماری طرف نہ جانے کیوں
ہر ایک بار نشانہ وہ تان دیتے ہیں

وطن کی شان میں مسجد کے ممبروں سے بھی
ہم اپنے خطبے میں حیدؔر بیان دیتے ہیں

اشتیاق حیدر قاسمی سمستی پوری
خادم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ

Scanned with CamScanner

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے تجدیدی کارنامے

عبید انور شاہ قیصر

حضرت مجدد الف ثانیؒ جب عملی میدان میں داخل ہوئے اور اصلاحی کا کام آغاز کیا تو اس وقت ہندوستان میں اسلام پر چہار جانب سے فتنوں کی یورش تھی، اس کی تعداد تاریک رات کے ستاروں کی مانند قابل شمار ہے مگر یہ تمام گمراہیاں تین اصول کی جانب لوٹتی ہیں۔

(۱) ارباب حکومت جن کو حالات و واقعات کی مخصوص کیفیات نے اسلامی تعلیمات سے بہت دور کر دیا۔ سیاسی مفاد کی اندھی مصلحتوں نے انہیں اسلام سے بیگانہ اور ہندومت سے آشنا بنا دیا ہے۔

(۲) علماء سوء جن کا مطمح نظر دنیاوی لذت کوشی، ارباب اقتدار کی کاسہ لیسی اور ان کی رضا جوئی ہے۔ امراء کو خوشنودی نیز اپنی خواہشات نفس کی تکمیل کے لیے ہر منکر و معروف اور ہر شر کو خیر بنا کر پیش کرتے ہیں۔

(۳) گمراہ صوفیاء جنہوں نے تصوف کے نام پر اہل سنت کے چراغ جلا رکھے تھے، ہر گناہ ان کے لئے جائز اور ہر بدی ان ''کاملین'' کے لئے باعث شرف تھی۔

بادشاہ اکبر کے ۵۲ سالہ دور اقتدار (تخت نشینی ۹۶۲ھ، وفات ۱۰۱۴ھ) میں مذکورہ گمراہ جماعتوں کو ترقی کرنے کے خوب مواقع حاصل ہوئے، بادشاہ اکبر خود ان لوگوں کے رنگ میں رنگ چکا تھا، اس نے دین الٰہی کے نام سے جو شیطانی کھیل شروع کیا تھا، وہ بھی معاشرے میں اپنی جڑیں مضبوط کر چکا تھا۔ ان تمام خرابیوں کا ازالہ آسان نہیں تھا، مجددؒ کے سامنے تین راستے تھے، جن پر چل کر وہ اصلاح و تجدید کی کوششیں کر سکتے تھے۔

تین راستے: (۱) سلطنت و ملک کو اس کے حال پر چھوڑ کر، ایسا گوشہ اختیار کرنا، جہاں تربیت، ذکر و عبادت کو یکسوئی کے ساتھ کیا جاتا رہے یہ طریقہ اس وقت صدہا علماء نے اختیار کر رکھا تھا، مگر مجددؒ کی افتاد طبع، ان کی فاروقی نسبت، شانِ عزیمت، اور مخصوص رجحانات نے اس طریقہ کو پسند نہ فرمایا۔

(۲) مسلم امراء کی الحادی حرکات اور صوفیاء نام نہاد کی غیر اسلامی ترجیحات کو بنیاد بنا کر ان سب کے خلاف محاذ قائم کرنا، معتقدین اور مخلص افراد کو ساتھ ملا کر جنگی انقلاب لانا، سلطنت پر کسی نیک اور صالح شخص کو بٹھانے کی کوشش کرنا، صاف ظاہر ہے کہ یہ راستہ حد درجہ مشتبہ اور سخت خطرات سے بھرا ہوا تھا، ہندوستان کی اس وقت کی سیاسی فضاء کے اعتبار سے یہ طریقہ اسلام کو سخت نقصان پہنچا سکتا تھا، مقابلہ کے وقت ارباب اقتدار دین اور دین کے ماننے والوں کو اپنا حریف سمجھ کر اس کے استیصال کے درپہ ہو سکتے تھے، اسی بنا پر مجددؒ نے اس تخریبی، غیر یقینی اور پرخطر راہ کو بھی اختیار نہیں کیا۔

(۳) اب صرف ایک راستہ باقی تھا، حکومت کی ناراضگی مول لیے بغیر حد تک اصلاحی امور انجام دینا حکومتی سطح پر جو چند صحیح افراد باقی ہیں انہیں اپنا ہمنوا بنانا، خاموشی کے ساتھ ان کی اصلاح کرنا، بدعات و خرافات، علماءِ سوء اور کج صوفیاء کے خلاف علمی جہاد کرنا جس میں فساد کا اندیشہ کم سے کم ہو، تبلیغ کے ذریعہ عوام کو اسلام سے قریب کرنا۔

مجدد سرہندیؒ نے جب ایک فکر اور ایک راہ عمل کو متعین فرما لیا، تو آپ نے کیسی کیسی کوششیں، کس کس محاذ پر انجام دیں تفصیلی تو بہرحال ممکن نہیں، اجمالاً بیان کیا جا رہا ہے۔

ارباب سیادت کو اصلاحی مکاتب: جب تین راستوں میں سے ایک کا انتخاب ہو گیا تو مجددؒ نے اپنے قدم بڑھائے، امرائے کبار اور ارکانِ مملکت کو اپنا مخاطب بنایا، ان سے مراسلت کا سلسلہ شروع کیا، اپنے جذبات اور نازک احساسات کو صفحہ قرطاس پر اتار دیا۔ اپنے اخلاص، درد و تاثیر، قوت انشاء کے ذریعہ دلوں کو گرمایا، سوز و کیف میں ڈوبے ایسے خطوط لکھے کہ سیکڑوں بعد بھی طلب کرنے والے ان سے فیض حاصل کر رہے ہیں۔ سلطنت مغلیہ میں جو عظیم انقلاب آیا ان میں بنیادی اور سب سے بڑا حصہ ان مکتوبات ہی کا تھا۔ ان مکتوبات کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے دسویں صدی ہجری سے (ہمارے دور جدید تک) عالم اسلام کے علمی و دینی وجود پر چھائے رہنے والے علمی جمود اور فکری اضمحلال کے اس طویل زمانے میں جن چند تصنیفات کو مستثنیٰ قرار دیا ہے اور ان کی جدت و غیر معمولی فکری بلندی کا اعتراف کیا ہے ان میں سرفہرست مکتوبات کو شاہکار اور انقلابی کارنامہ کے عنوان کے ساتھ درج کیا ہے۔

تصوف کی صحیح تعلیم: مجدد صاحبؒ کی زندگی کا یہ ایک نہایت عظیم کارنامہ ہے کہ آپ نے ہندوستان میں تصوف کو ایسے طریقہ پر رواج بخشا جو شریعت سے زیادہ قریب ہے، قبور پرستی، حد سے بڑھی ہوئی چلہ کشی کو سختی سے رد فرمایا۔

چند متصوفین نے وحدۃ الوجود کی آڑ میں بڑی فتنہ انگیزیاں کیں، یہ لوگ شیخ اکبرؒ جیسے اکابر کی مراد تو کیا سمجھتے، ان کی عبارات کی جیسی چاہتے تشریح کرتے، یہاں تک کہ یہ افراد صنم پرستی پر آمادہ ہو گئے، شجر و حجر، جمادات و نبادات، ہر شئ کو خدا ابتلا نے ''ہمہ اوست'' کا نعرہ بلند کرتے اور ایسا بدترین شرک پھیلاتے کہ ابلیس بھی شرمندہ ہو جائے۔

مجددؒ نے ان کذابین کا مقابلہ کیا، ہمہ اوست، کی جگہ ''ہمہ از اوست'' کی فکر کو پھیلایا، وحدۃ الوجود کی اایسی تشریح فرمائی جو شرعاً قابل قبول تھی، یہ وحدت الوجود کا فتنہ کس قدر مضر اور تباہ کن تھا، اس کا اندازہ وہی افراد لگا سکتے ہیں، جن کی تاریخ پر گہری نظر ہو اور اس وقت کے منظر نامے سے بھرپور واقفیت ہو، یہی وجہ ہے کہ اصحاب علم و معرفت نے شیخ سرہندی کے مجدد ہونے کے جو تین بنیادی وجوہ بیان کی ہیں، ان میں سے ایک وجہ اس فتنہ کا استیصال بھی، مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رقم طراز ہیں: ''تیسرا گروہ وہ ہے جو ان کا اصل تجدیدی کارنامہ یہ سمجھتا ہے کہ انہوں نے وحدت الوجود کے عقیدہ و نظریہ پر وہ کاری ضرب لگائی جو اس سے پہلے کسی نے نہیں لگائی تھی، اور پھر اس کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روک دیا بلکہ اس کا منہ پھیر دیا جس نے آخری صدیوں میں پوری علمی و روحانی دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔

صوفیاء نام نہاد نے ایک بڑی خرابی یہ پھیلائی کہ عبدیت اور معبودیت کی حدود کو توڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا قرار دیا (نعوذ باللہ من ذلک) اور اس سلسلے میں حد درجہ غلو سے کام لیا، مجددؒ نے اس فتنہ کا بھی اختتام فرمایا اور صاف لفظوں میں بیان فرما دیا کہ حضور صلی اللہ اپنے تمام فضائل و کمالات کے باوجود عبد ہیں اور یہی ان کا سب سے بڑا وصف ہے، ان سے اس عبدیت کو جدا کرنا کسی درجہ میں جائز نہیں، مجددؒ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندہ ہیں، محدود و متناہی اور حق تعالیٰ و تقدس لامحدود ہے اور غیر متناہی پھر ان میں کیسا اتحاد اور کیسی نسبت''؟

صوفیاء ہی نے یہ شرارت اور سازش بھی رچی کہ عارفین کو خدا کا درجہ عطا کر دیا اور یہ بات پھیلائی کہ خدا تعالیٰ کی ذات سے ربط کے بعد اہل عرفان پر ایسا وقت آتا ہے، جب ان کی ذات خدا کی ذات میں تحلیل ہو جاتی ہے، تصوف کی کتابوں میں وارد ہونے والی فہم عبارات اور فنافی اللہ جیسے الفاظ سے بے تکے استدلال کرتے، مجددؒ نے اس مکر و فریب کی جڑیں بھی کاٹ کر رکھ دیں، للکار کر فرمایا ''کیسے اندھے ہو نہیں دیکھتے کہ کسی 'کامل' سے عاجزی و بیچارگی، نقص و حاجتمندی کبھی زائل نہیں ہوتی پھر خدا کی ہستی میں گھل مل جانے اور متحد ہو جانے کے کیا معنی؟

رد بدعات: بدعات و محدثات نے دین اسلام کی صاف و شفاف تعلیمات کو جس درجہ نقصان پہنچایا ہے اس کا اندازہ لگانا بھی حقیقتاً دشوار ہے ''دینی امور'' کے نام پر ایسے افعال رواج پا گئے تھے جن کا کوئی واسطہ قرآن اور احادیث سے نہیں تھا۔ مجددؒ ان بدعات کی سنگینی کو سمجھتے تھے، تقریر و تحریر سے، تربیت و تلقین سے، مکاتب و رسائل سے آپ نے ان محدثات کا قلع قمع فرمایا۔ اس سلسلے میں آپ نے اس قدر احتیاط سے کام لیا کہ بدعات حسن کو بھی قابل ترک قرار دیا۔

شریعت و طریقت میں تطبیق: ابلیس کے پرستاروں نے سلوک و طریقت کو اس شکل میں پیش کیا کہ ایسا معلوم ہونے لگا کہ شریعت و طریقت دو الگ الگ راستوں کا نام ہے، جن میں بعد المشرقین ہے، مجددؒ نے اس خلیج کو پر کرنے کا نہایت عظیم الشان کارنامہ انجام دیا، صوفیاء کے وہ اقوال جو بظاہر شریعت کے خلاف معلوم ہوئے، ان کی ایسی تاویل و توضیح فرمائی کہ تمام اشکالات دور ہو گئے اور شریعت و طریقت کا باہمی ربط واضح ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی آپؒ نے شریعت کی اولیت اور فضیلت کو وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا اس بات کی صراحت فرمائی کہ شریعت ہی مقصود و مطلوب ہے، طریقت تو صرف رابطے کا کام دیتی ہے۔

آپؒ کے مجدد ہونے کی تین بنیادی وجوہ میں سے ایک وجہ تو پہلے گزر گئی، بعض نے دوسری وجہ یہی تفصیلِ شریعت بیان فرمائی ہے، ان اصحاب علم کا کہنا ہے کہ ان کا اصل تجدیدی کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے طریقت پر شریعت کی فوقیت اور بالا دستی کو نہایت قوت و وضاحت سے بیان فرمایا یہاں تک کہ طریقت کا شریعت کے تابع بلکہ خادم ہونا روز روشن کی طرح واضح ہو گیا۔

دعوت و تبلیغ: شیخ سرہندیؒ نے اپنی دعوتی اور تبلیغی جد و جہد اور سعی پیہم سے پورے ہندوستان اور اس کے اطراف میں ایک روحانی نظام قائم کر دیا تھا، جس کی بنا پر ایک عرفانی مزاج پورے ملک میں پیدا ہو گیا تھا اور دین کی فہم و محبت لوگوں کے دلوں میں داخل ہو گئی۔ تبلیغ کی غرض سے حضرت مجددؒ نے جہاں خود تاحیات کاوشیں جاری رکھیں، وہیں ملک کے مختلف علاقوں میں اپنے خلفاء کو تبلیغِ دین کے لیے روانہ کیا، ان میں سے چند خلفاء کی فہرست یہ ہے: مولانا محمد قاسمؒ مع ستر احباب کو ترکستان، مولانا فرخ حسینؒ مع چالیس احباب کو عرب، شام یمن، روم، مولانا محمد صادق کابلیؒ مع دس احباب کو شغر، میر محمد نعمانؒ کو برمان، شیخ ظاہر لاہوریؒ کو لاہور، شیخ حمیدؒ کو بنگال، شیخ عبدالحیؒ اور شیخ نور محمدؒ کو پٹنہ روانہ فرمایا، یہ صرف چند خلفاء کے نام ہیں ورنہ ہندوستان کا تو کوئی شہر آپ کی دعوتی سرگرمیوں سے خالی نہیں رہا۔ ان بزرگانِ دین نے کیا کیا کارنامے انجام دیئے، اس کا اندازہ صرف اس کے ایک واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے مجددؒ کے نامور خلیفہ اور صاحبزادہ خواجہ معصومؒ کے ہاتھ پر لاکھ لوگوں نے بیعت و توبہ کی اور سات ہزار آدمی خلافت سے مشرف ہوئے۔

احیاء دین: جب امراء اور علماء نیز صوفیاء سب کے سب دین کے دشمن بن چکے ہوں تو دین کی جو نازک حالت ہو سکتی ہے، اسے محسوس کیا جا سکتا ہے، الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا، ہندوستان میں حق کی آواز کو پوری قوت سے دبایا جا رہا تھا، اسلامی آداب اور غیر اسلامی رسومات کو باہم اس طرح خلط ملط کر دیا گیا تھا کہ دین اسلام کا صحیح پیغام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو گیا تھا، مجددؒ نے ایسے پرآشوب دور میں احیاء دین کا غیر معمولی کارنامہ انجام دیا، شعائرِ اسلام کے احترام پر زور دیا، غیروں کو اس کی تلقین کی اور خود اس پر مضبوطی سے ڈٹ گئے، جہانگیر کے سامنے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا، قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، اور اپنی مسلسل کوششوں سے ہندوستان میں دینی فضا قائم کی، شریعت کی حاکمیت کا نعرہ بلند کیا، اور ان کی للکار کے سامنے شیطان کے گماشتے میدان سے پسپا ہونے پر مجبور ہو گئے، مجددؒ کی مجددیت کے تین بنیادی اسباب میں اس کارنامہ کو بھی شمار کیا گیا ہے۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ لکھتے ہیں ایک گروہ کہتا ہے کہ وہ اس لیے محدد الف ثانی کہلانے کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ہندوستان کو اسلام کے لئے دوبارہ بازیاب کیا اور اس کو برہمیت یا وحدتِ ادیان کی گود میں جانے کے بجائے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور دین حجاز کی تولیت اور نگرانی میں دیا۔

ردّ رفض و تفضیلیت: ہندوستان میں مغلیہ حکومت کا جو دور ہے، وہی ایران میں شیعت کے عروج کا زمانہ ہے، عہد مغلیہ بالخصوص جہانگیر کے عہد میں ایران سے گہرے روابط استوار ہوئے، اس لیے ہندوستان میں شیعہ اثرات پھیلنے لگے، اہم مناصب شیعہ افراد کو حاصل تھے، حتیٰ کہ مملکت کا وزیر اعظم آصف الدولہ شیعہ تھا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شیعت بڑی تیزی سے اثرات مرتب کرنے لگے۔ مجددؒ نے انہیں روکنے کے لیے زبان و قلم سے کام لیا، بالمشافہ مناظروں میں شکست دی، مکاتب میں ردشیعت کا خصوصی اہتمام کیا، ایران کے شیعہ علماء کے ایک رسالہ کے جواب میں ردّ روافض نام کا رسالہ تصنیف فرمایا، حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اس کی شرح لکھی تھی جو طبع نہیں ہوئی۔ شیعوں کی تمام افتراء پردازیوں اور صحابہ کرام کے خلاف بے بنیاد بہتانوں کا جواب یہ دیا کہ ''تمام شکوک کا جواب ''شرف صحبت'' ہے جن افراد کو یہ نعمت حاصل ہو گئی، جن کے سامنے وحی نازل ہوئی، جنہوں نے فرشتوں کو دیکھا یہاں تک کہ ان کا علم الیقین عین الیقین بن گیا، ان کے خلاف دل میں بغض و عداوت رکھنا کفر کا سبب ہے۔ ایک جگہ فرمایا: تمام بدعتی فرقوں میں بدتر وہ گروہ ہے جو اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغض رکھتا ہے، قرآن و شریعت کی تبلیغ ان حضرات ہی نے کی ہے، اگر ان پر طعن لگائیں تو قرآن و شریعت پر طعن آتا ہے، جو اختلاف صحابہ کرامؓ کے درمیان واقع ہوئے، وہ نفسانی خواہشات پر محمول نہیں ہیں، کیوں کہ خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں ان کا تزکیہ نفس کامل ہو چکا تھا، اور نفوس صفتِ امارہ سے آزاد ہو گئے تھے۔

اس مضمون کے اختتام میں یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ مجددؒ جیسی عبقری کا شخصیت کا ذکر اس مختصر مضمون میں صحیح ڈھنگ سے نہیں کیا جا سکا، بہرحال جو کچھ ہو سکا خدا تعالیٰ کی توفیق سے ہوا۔ ہم اپنے مضمون کو اقبال کے اس شعر کے ساتھ مکمل کرتے ہیں:

حیات آوارۂ دیر و حرم رہتی ہے صدیوں تک
تب جا کر کہیں ہوتا ہے صاحبِ نظر پیدا

تجاویز اجلاس عاملہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ 18/جنوری2024ء المعہدالعالی الاسلامی حیدرآباد

مورخہ ۱۸/جنوری ۲۰۲۴ء روز جمعرات کوالمعہد العالی الاسلامی حیدرآباد میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی مجلس عاملہ کا اجلاس منعقد ہوا، حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صدر بورڈ نے صدارت کی اور بورڈ کے جنرل سکریٹری مولانا محمد فضل الرحیم مجددی نے کارروائی چلائی، بورڈ کے نائب صدر جناب سید سعادت اللہ حسینی، بورڈ کے سکریٹریز مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی (مالیگاؤں)، مولانا احمد ولی فیصل رحمانی (بہار)، مولانا ڈاکٹر یٰسین علی عثمانی (بدایوں)، بورڈ کے خازن پروفیسر ریاض عمر کے علاوہ صدر جمعیۃ علماء ہند مولانا سید محمود اسعد مدنی، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی، جسٹس سید شاہ محمد قادری، مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی، مولانا صغیر احمد رشادی، مولانا عتیق احمد بستوی، ممبر آف پارلیامنٹ جناب اسد الدین اویسی، مولانا نثار حسین حیدر آغا (فرقہ اثنا عشریہ)، مولانا محمد جعفر پاشا صاحب، مولانا مسعود حسین مجتہدی (فرقہ مہدویہ)، سینئر ایڈوکیٹ جناب یوسف حاتم مچھالہ، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، ترجمان (دہلی)، مولانا عبدالعلیم قاسمی (بھٹکل)، ڈاکٹر ظہیر آئی قاضی (ممبئی)، جناب محمد طاہر حکیم ایڈوکیٹ (گجرات) جناب کمال فاروقی (دہلی)، جناب ضیاء الدین نیر، ڈاکٹر محمد مشتاق علی، مولانا سید اکبر نظام الدین، ڈاکٹر متین الدین قادری، جلیسہ سلطانہ یٰسین ایڈوکیٹ، عطیہ صدیقہ، پروفیسر مونسہ بشریٰ عابدی، محترمہ فاطمہ مظفر اور ملک بھر سے اہم شخصیات نے شرکت کی، اجلاس میں درج ذیل تجاویز منظور کی گئیں:

۱۔ مجلس عاملہ کا اجلاس وارانسی کی گیان واپی مسجد، متھرا کی شاہی عیدگاہ کے تعلق سے نچلی عدالتوں میں جو نئے تنازعات پیدا کئے گئے ہیں، اس کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے، اجلاس کا احساس ہے کہ عبادت گاہوں سے متعلق ۱۹۹۱ء کے قانون کے ذریعہ ملک کی مقننہ نے ہر نئے تنازعہ کا دروازہ بند کر دیا تھا، اس اجلاس کو اس بات پر شدید تشویش ہے کہ سپریم کورٹ جس نے بابری مسجد کا فیصلہ دیتے وقت اس قانون کا حوالہ دے کر کہا تھا کہ اس کے ذریعہ ہر نئے تنازعہ کا راستہ بند کر دیا گیا ہے، وہی مسلمانوں کی متھرا اور کاشی سے متعلق اپیلوں کو نظر انداز کر رہا ہے، اگر ان چور دروازوں کو بند نہیں کیا گیا تو پھر اس بات کا اندیشہ ہے کہ شرپسند قوتیں ملک کے مختلف علاقوں میں نئے نئے فتنے اور تنازعات کھڑے کرتی رہیں گی، متھرا کی عیدگاہ کے متعلق ۱۹۶۸ء میں کرشنا جنم بھومی ٹرسٹ اور شاہی عیدگاہ ٹرسٹ کے درمیان ایک معاہدہ کے ذریعہ اس تنازعہ کو حل کر لیا گیا تھا، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ عدالت عظمیٰ سے یہ حسن ظن رکھتا ہے کہ وہ ان نئے فتنوں کا دروازہ بند کر کے ملک میں امن وامان اور قانون کی حکمرانی کو یقینی بنائے گا، اسی طرح دہلی کی سنہری مسجد کے تعلق سے این ڈی ایم سی نے ٹرافک کا بہانہ کر اس کی شہادت کا جو ناپاک منصوبہ بنایا تھا، سرِ دست عدالت نے اس پر روک لگا دی ہے؛ تاہم اجلاس کا احساس ہے کہ سنہری مسجد اور لٹن زون میں دیگر ۶/مساجد شرپسندوں کے نشانے پر ہیں، بورڈ یہ واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہے کہ یہ تمام مساجد اوقاف کی ان ۱۲۳/جائیدادوں میں شامل ہیں، جن پر عدالت نے اسٹے دے رکھا ہے، اسی طرح سنہری مسجد اور دیگر مساجد ہیری ٹیج تعمیرات میں بھی شامل ہے؛ لہٰذا اُن سے چھیڑ چھاڑ کرنا ملک کی تاریخی وراثت کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہوگا۔

۲۔ بورڈ کی مجلس عاملہ کا احساس ہے کہ فلسطین کا مسئلہ ایک انسانی مسئلہ ہے، جہاں اسرائیل کی شکل میں ایک غاصب قوت ملک کے اصل باشندوں کو جلاوطن کرنے پر تُلی ہوئی ہے، اس نے جبر وظلم کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے ہیں، وہ مسلسل نسل کشی اور وحشیانہ مظالم کا ارتکاب کر رہا ہے، اس جنگ کی ابتداء ۷/اکتوبر ۲۰۲۳ء سے نہیں؛ بلکہ جون ۱۹۶۷ء سے ہوئی ہے، جب اسرائیل کسی قانونی جواز کے بغیر پورے فلسطین، مغربی کنارہ، غزہ اور مسلمانوں کی مقدس مسجد ''مسجد اقصیٰ'' پر بھی قابض ہو گیا تھا، اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل بارہا فیصلہ کر چکی ہے کہ اسرائیل مقبوضہ علاقوں کو خالی کر دے؛ مگر امریکہ اور برطانیہ جیسی استعماری طاقتوں کی شہہ پر اسرائیل نے اب تک اس پر عمل نہیں کیا، یہ اجلاس اسرائیل اور اس کی پشت پناہی کرنے والی عالمی طاقتوں کی سخت مذمت کرتا ہے، اُن مسلم ملکوں کی بھی جنھوں نے فلسطینیوں کو بچانے کے لئے مدد کا ہاتھ نہیں بڑھایا اور حد درجہ بزدلی کا ثبوت دیتے ہوئے ظلم پر خاموشی اختیار کرنے کو ترجیح دی۔ یہ اجلاس حکومت ہند سے بھی مطالبہ کرتا ہے کہ گاندھی جی سے لے کر اٹل بہاری واجپائی تک اور بعد کی حکومتوں میں بھی ہمیشہ ہندوستان نے فلسطینی کاز کی حمایت کی ہے، حکومت ہند کو اپنے اسی دیرینہ موقف پر قائم رہنا چاہئے؛ کیوں کہ فلسطینیوں کی لڑائی اپنے ملک کی آزادی کی لڑائی ہے نہ کہ کسی دوسرے ملک پر قبضہ کرنے کی، اور اپنے آپ پر ظلم کو روکنے کی جدوجہد ہے نہ کہ دوسروں پر ظلم کرنے کے لئے، یہ اجلاس غزہ کے مرد و خواتین، بچوں، بزرگوں اور نوجوانوں کے عزم واستقلال، پامردی وشجاعت اور صبر واستقامت کے جذبوں کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے، یہ اجلاس دنیا کے بیشتر ملکوں اور خود ہمارے ملک میں عام انسانوں نے ہزاروں کی تعداد میں سڑکوں پر نکل کر فلسطینیوں بالخصوص غزہ کے مظلومین کی حمایت میں جس انسانی ہمدردی کا مظاہرہ پیش کیا ہے، اس کی ستائش کرتا ہے، یہ اجلاس عالم اسلام سے بھی یہ اپیل کرتا ہے کہ وہ اس مشکل وقت میں جرأت کا مظاہرہ کرے اور مظلوم فلسطینی بھائیوں کی ہر طرح سے مدد کرے؛ کیوں کہ وہ حق کی لڑائی لڑ رہے ہیں اور حق کا ساتھ دینا انسانی فریضہ بھی ہے اور اسلامی فریضہ بھی۔

۳۔ بورڈ پہلے بھی اس بات کو واضح کر چکا ہے کہ ہندوستان جیسے کثیر مذہبی اور کثیر ثقافتی ملک کے لئے یونیفارم سول کوڈ بالکل موزوں اور مناسب نہیں ہے، نیز اس طرح کی کوششیں ملک کے دستور کے روح کے بھی خلاف ہیں، اقلیتوں کو دستور میں جو ضمانت دی گئی ہے، یونیفارم سول کوڈ اس کو ختم کر کے رکھ دے گا؛ اس لئے نہ مرکزی حکومت کو اور نہ کسی ریاستی حکومت کو یکساں سول کوڈ نافذ کرنے کی بات کرنی چاہئے، یہ بات قطعاً ناقابل قبول ہوگی۔

۴۔ اجلاس کا احساس ہے کہ ملک میں خواتین کے حقوق اور ان کی عزت وآبرو کے تحفظ کے لئے حکومت کی طرف سے مؤثر تدابیر نہیں ہو رہی ہیں، آئے دن عورتوں کی عزت وآبرو پامال کی جا رہی ہے، افسوس کا مقام ہے کہ خواتین کی عزت وعفت کی پامالی میں حکمراں جماعت کے اہم افراد بھی ملوث پائے گئے ہیں، اجلاس کا یہ بھی احساس ہے کہ خواتین کو اپنے جائز اور قانونی حقوق کو حاصل کرنے کے لئے طویل عدالتی کارروائیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جس میں بہت وقت بھی صرف ہوتا ہے اور کثیر سرمایہ بھی، یہ اجلاس حکومت ہند سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مؤثر اقدامات کر کے ان جرائم پر تیزی سے قابو پائے، محض قانون ساز اداروں میں ۳۳/فیصد ریزرویشن دے دینا مسئلے کا حل نہیں ہے۔

۵۔ اوقاف دینی اور خیراتی مقاصد کے لئے مسلمانوں کے دیئے ہوئے مقدس اثاثے ہیں اور مسلمان ہی اس کے متولی ومنتظم ہوتے ہیں اور وہی اس سے استفادہ کے مستحق بھی ہیں۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ اوقاف کی بہت سی اراضی حکومت کے استعمال میں ہیں؛ اس لئے اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ بازار کی شرح (مارکیٹ ریٹ) کے لحاظ سے ان املاک کا کرایہ ادا کرے اور منشاء وقف اور قانون شریعت کے مطابق اس رقم کو خرچ کرے؛ تاکہ مسلمان اپنے بزرگوں کی محفوظ کی ہوئی اس دولت سے فائدہ اٹھا سکیں۔

اسلام کا تصور یہ ہے کہ جب کوئی چیز وقف کر دی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں داخل ہو جاتی ہے، مسلمان خود بھی اس کو اپنی خواہش کے مطابق اپنی ذات پر استعمال نہیں کر سکتا؛ بلکہ اس کو مقررہ مصرف میں ہی استعمال کرنا واجب ہے، یہ شریعت کا حکم بھی ہے اور ملکی قانون بھی اس کو تسلیم کرتا رہا ہے؛ چنانچہ آزادی کے پہلے ہی وقف کا قانون بنا، مختلف مواقع پر اس میں ترمیمات ہوتی رہیں، یہاں تک کہ ۲۰۱۳ء میں اس قانون نے آخری شکل اختیار کی، یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وقف کے اس قانون پر نیک نیتی کے ساتھ عمل کیا جائے اور وقف بورڈ کو اپنی املاک کے حصول کے لئے عدالتی اختیارات دیئے جائیں؛ تاکہ وہ وقف کی املاک پر ناجائز قبضوں کو ہٹا سکیں، نیز یہ اجلاس قانون وقف کو منسوخ کرنے کی ہر اقدام کی سختی سے مذمت کرتا ہے۔

یہ اجلاس اوقاف کے متولیان سے بھی مطالبہ کرتا ہے کہ وہ خود بھی اوقافی جائیدادوں کے ناجائز استعمال سے بچیں، دوسروں سے بھی ان کو بچائیں اور وقف کی املاک کے سلسلہ میں خاص طور پر اللہ سے ڈریں؛ کیوں کہ وقف کی جائیداد پر ناجائز قبضہ اور وقف کرنے والے کی منشاء کے خلاف ذاتی مفاد کے لئے اس کا استعمال بدترین خیانت اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خیر اُمت بنایا ہے اور ان کو دنیا میں انصاف قائم کرنے کے لئے بھیجا ہے؛ لیکن افسوس کہ خود مسلم معاشرہ طرح طرح کی برائیوں میں ملوث ہے اور مختلف طبقات کے ساتھ خاص کر بوڑھے والدین اور خواتین کے ساتھ ظلم وزیادتی کے کثرت سے واقعات سامنے آرہے ہیں، خاص کر نکاح کو مشکل بنا دینے کی وجہ سے سماج میں طرح طرح کی برائیاں پنپ رہی ہیں؛ اس لئے یہ اجلاس تمام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ نکاح جیسی مقدس تقریب کو آسان بنائیں، سنت کے مطابق نکاح کی تقریب رکھیں، لڑکی والوں سے کسی بھی قسم کا مالی مطالبہ نہ کریں؛ کیوں کہ یہ شریعت میں ناجائز اور حرام ہے۔

۷۔ یہ اجلاس تمام مسلمانوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ عائلی اور سماجی معاملات میں احکام شریعت کے پابند رہیں، شوہر وبیوی اور رشتہ دار کے درمیان کوئی نزاع پیدا ہو جائے تو دارالقضاء سے ہی رجوع کریں، اور قرآن وحدیث اور شریعت اسلامی کے مطابق جو فیصلہ ہو اس کو خوش دلی سے قبول کرتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہوں، اسی میں آخرت کی کامیابی اور دنیا کی بھلائی بھی ہے، دارالقضاء کے ذریعہ کم وقت اور کم خرچ میں انصاف حاصل ہو سکے گا۔

۷۔ علماء سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ جمعہ کے بیانات، مدارس کے جلسوں، اعراس اور دوسرے اجتماعات میں زیادہ سے زیادہ اصلاح معاشرہ پر گفتگو کریں اور خاص کر رمضان المبارک میں اس ماہ کو اصلاح معاشرہ کے مہینہ کے طور پر منائیں، جہیز اور فضول خرچی کے خلاف خطاب کریں اور لوگوں سے اس پر عمل کرنے کے سلسلہ میں عہد بھی لیں۔ علماء وائمہ بورڈ سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ بورڈ کے نکاح نامہ کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے پر توجہ دیں۔

۸۔ یہ اجلاس مسلم خواتین سے اپیل کرتا ہے کہ وہ معاشرہ کی اصلاح میں اہم رول ادا کریں، خاص کر طلاق کے واقعات کو کم کرنے، بیٹے اور بہو کے درمیان تعلقات کو خوشگوار بنانے، غیر شرعی رسوم ورواج کو روکنے، بیٹیوں کو حق میراث دلانے اور نئی نسل کی دینی تربیت کرنے میں؛ اس لئے سماج اور خاندان کی اصلاح میں ان کا ایک مثالی کردار ادا کریں۔

Scanned with CamScanner

ادب کا بنیادی مقصد صحت مند معاشرے کی تشکیل

محمد معتصم باللہ، ریسرچ اسکالر، ایم، یو، بودھ گیا

ادب عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی حسن تناول یعنی بہترین معاملہ کے ہیں۔بعض لوگوں نے اسے تعلیم وتربیت کے معنی میں استعمال کیا ہے۔اموی دور حکومت میں جو خلفا بچوں کو لکھنا پڑھنا، زبان دانی، تہذیب وتمدن سکھاتے تھے، انھیں مؤدب یا ادیب کہا جاتا تھا۔یہ مؤدب چوں کہ بچوں کو اخلاق حسنہ سے نوازتے تھے اور انہیں زبان دانی، فصاحت اور بلاغت سکھاتے تھے۔اس لیے لفظ ادب اُن تمام علوم پر بولا جانے لگا۔لہٰذا دورِ عباسی میں ادب سے مراد وہ تمام علوم سمجھے جانے لگے، جن میں نسلِ انسانی کے لئے فلاح و بہبود شامل ہو۔اردو ادب کی نشو ونما دسویں صدی سے شروع ہوتی ہے، جب عرب مسلمان تاجر ہندوستان میں داخل ہوئے اس دور میں صوفیائے کرام نے اپنے پند ناموں، ملفوظات اور کتابچوں سے اردو زبان وادب کو پروان چڑھایا۔

ادب کا بنیادی مقصد انسانی جذبات واحساسات کی ترجمانی ہے، اور یہ ترجمانی ایسے دلکش، چنندہ اور مئوثر لفظوں کی بہترین ترتیب میں ہوتی ہے کہ پڑھنے والا مسرور اور محفوظ ہوتا ہے۔اس پر ایک کیفیت طاری ہوتی ہے، اس کی آگہی میں اضافہ ہوتا ہے، ذہن ودل میں زندگی کی نا آشنا سچائیوں کے ستارے جھلملا اٹھتے ہیں۔اس طرح ادب کا کام محض خیال یا احساس کی ترجمانی کرنا اور قاری کو حظ پہنچانا نہیں، بلکہ عرفان وآگہی کی روشنی بکھیرنا بھی ہے۔پُرانے زمانے میں جب لوگ ایسے موضوعات پر گفتگو کرتے تھے جو روزمرّہ کے مسائل سے مختلف ہوتے تھے، وہ ایک دوسرے سے اپنی بہادری کے کارنامے بیان کرتے۔اس کے لیے وہ جو زبان استعمال کرتے ہوں گے وہ روزمرّہ کی زبان سے یقیناً مختلف ہوتی ہوگی۔اگر کہیں یہ زبان مترنم الفاظ میں ہوتی ہوگی تو اس کا اثر بھی زیادہ ہوتا ہوگا اور یہیں سے ادب کی دو قسمیں شروع ہوجاتی ہیں، نثر اور نظم۔

ہر زبان کے پاس الفاظ کا زبردست ذخیرہ ہوتا ہے۔اس زبان کی مدد سے انسان دفتر اور گھر سے بازار تک سینکڑوں کام کرسکتا ہے، لیکن یہ گفتگو یاد کرنے کی نہیں ہوتی۔اخبار میں جو کچھ چھپتا ہے، آپ اسے ایک دن پڑھتے ہیں اور پھر اگلے دن ضائع کردیتے ہیں، کیوں کہ اس کی قدر وقیمت ہنگامی ہوتی ہے۔گویا ہر چھپی ہوئی چیز ادب نہیں ہوتی لیکن بعض تحریریں ایسی ہوتی ہیں جنھیں انسان سینے سے لگائے رہتا ہے۔جب سے لکھنا ایجاد ہوا ہے، انسان نے اچھی اور کارآمد باتوں کو محفوظ کرنا سیکھ لیا ہے۔پرانے زمانے میں اچھی اور کارآمد باتیں چٹانوں پر یا پتروں پر لکھی جاتی تھیں، لیکن کاغذ کی ایجاد نے لوگوں کو اس تکلیف سے بچالیا اور پھر ادبی تخلیقات کو زبردست بڑھاوا ملا۔

فرانسیسی زبان میں ادب کے لیے (Belle letters) کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس کے معنی ہیں حسین تحریریں۔واقعی ادب حسین تحریروں کا جیتا جاگتا مرقع ہوتا ہے۔وہ اپنے عہد کی سچی روح کو محفوظ کرتا ہے، اس میں اس کی سماجی، سیاسی اور معاشی جھلکیاں نظر آتی ہیں، گویا زندگی اپنی گوناگوں خصوصیات کے ساتھ ادب میں جلوہ گر ہوتی ہے۔

کسی بھی مہذب معاشرے کی شناخت ادب سے ہوتی ہے۔دنیا کا کوئی بھی ادب ہو، وہ اخلاقی اقدار اور انسانی افکار پر مرکوز ہوتا ہے۔کلاسیکی ادبیات میں بھی زیادہ تر اعلیٰ شہ پاروں کا تعلق اخلاقیات اور روحانیات سے ہے۔مذہبی صحائف میں بھی انسانی اور اخلاقی اقدار پر ہی زور دیا گیا ہے۔قدیم ترین ویدک ادب میں بھی جن اخلاقی اقدار اور انسانی اوصاف پر زیادہ توجہ دی گئی ہے وہ صحت مند اور صالح انسانی معاشرے کے لیے بہت اہم ہے۔دنیا کی کلاسیکی زبانیں ہوں یا ہندوستان کی سنسکرت، پالی، پراکرت، تلگو، تمل، کنڑ، اڑیا، مراٹھی، ملیالم، ہندی اور اردو، ان تمام زبانوں میں انسانی اور تہذیبی اقدار کے تحفظ کی ترغیب دی گئی ہے۔سنسکرت ادب میں بھی جن اقدار پر زیادہ ارتکاز ہے ان میں ستیہ، دھرم، شانتی، پریم اور اہنسا اہم ہیں، رِشیوں مُنیوں صُوفیوں اور سنتوں کی تعلیمات اور ملفوظات میں بھی انہی تصورات کی قدر ومعنویت زیادہ ہے، جو اخلاقیات اور روحانیات سے رشتہ رکھتے ہیں۔

ہمارے کثیر لسانی وثقافتی ملک میں بھی جن افکار کو اساسی اہمیت حاصل ہے ان میں اچھی دیو بھوا، ستیم ودا، دھرم چھدا، اہنسا، پرمودھرما، وسودیوا کٹمبکم ہیں۔یہ وہ افکار وتصورات ہیں جو کسی بھی معاشرے کو تہذیبی، ثقافتی اور اخلاقی قدروں کے اعتبار سے ثروت مند بناتے ہیں۔یہی انسانی قدریں ہیں جن سے کسی بھی ملک کی تہذیبی اور ثقافتی شناخت ہوتی ہے۔خاص طور پر ہمارے ملک کے مذہبی صحیفوں میں سچائی، عدم تشدد، اتحاد ویگانگت اور انسانی برادری کی وحدت پر جس طرح زور دیا گیا ہے، اس کی عکاسی ہمارے یہاں کے ادب میں بھی بہت ہی مؤثر انداز میں کی گئی ہے۔جب ہم کسی زبان کے ادیبوں اور شاعروں کی نثری یا شعری تخلیقات پڑھتے ہیں تو ان کی تخلیق میں بھی رِشی مُنی، وشوامتر سوامی وویکانند شنکر آچاریہ اور دیگر روحانی پیشواؤں کے تصورات کا عکس نظر آتا ہے۔ہمارے یہاں کے زیادہ تر ادب میں انسانیت اور عالمی اخوت پر زور دیا گیا ہے اور ان تمام تصورات کی نفی کی گئی ہے، جس سے انسانی ذات کی تقسیم کا شائبہ ہو۔غالبؔ نے بھی سب سے زیادہ زور انسانیت پر دیا ہے۔ان کا ایک شعر دیکھئے:

بسکہ دشوار ہے ہر کام کا ☆☆☆ آساں ہونا آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا

اسی طرح خواجہ میر درد نے انسانی دردمندی کے جذبے کو جگانے کے لیے یہ شعر کہا تھا:

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ☆☆☆ ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

ہندوستان کی تمام زبانوں کی شاعری میں اخلاقی اقدار سے متعلق بہت سے اشعار ملتے ہیں۔اس کے علاوہ فکشن کا بھی ایک بڑا سرمایہ انہی اخلاقی تصورات پر مبنی ہے۔ڈپٹی نذیر احمد، پریم چند، کرشن چندر اور راجندر سنگھ بیدی کے علاوہ زیادہ تر فکشن نگاروں نے امن واتحاد، بقائے باہم اور انسانیت کا پرچم بلند کیا ہے اور ان تصورات کی ترسیل کی ہے، جن سے ہر دل میں انسانیت کی شمع روشن ہو۔ان اعلیٰ ترین تخلیقی ذہانتوں کو اس کا ادراک تھا کہ افکار ونظریات الگ ہوسکتے ہیں، راہیں بھی جدا ہوسکتی ہیں مگر سب کی منزل ایک ہے اور وہ منزل ہے انسانیت، امن اور اتحاد۔اس لیے تمام تر مذہبی تحفظات اور تعصبات سے بالاتر ہوکر فنکاروں نے امن، انسانیت اور یکجہتی کی ہی بات کی ہے۔شیخ سعدیؔ نے یہ کہا تھا کہ:

بنی آدم اعضائے یکدیگرند

تو اس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ شیخ سعدیؔ تمام بنی نوع انسان کو وحدت کی ایک لڑی میں جوڑ کر دیکھتے تھے۔یہ وہی تصور ہے جو وسودیوا کٹمبکم میں پیش کیا گیا تھا کہ پوری دنیا ایک خاندان کی طرح ہے۔اس لیے ندا فاضلی جیسا ایک حساس شاعر جب اس وحدت کو ختم ہوتے دیکھتا ہے تو اسے افسوس ہوتا ہے۔

گرجا میں مندروں میں اذانوں میں بٹ گیا ☆☆☆ ہوتے ہی صبح آدمی خانوں میں بٹ گیا

دراصل کوئی بھی حساس، باشعور انسان ہو یا کسی بھی زبان کا مثبت سوچ رکھنے والا فنکار وہ انسانوں کو مختلف ٹکڑوں میں بٹا ہوا نہیں دیکھ سکتا، وہ ان اخلاقی اور تہذیبی قدروں کا تحفظ کرتا ہے، جن سے معاشرے کو روشنی ملتی ہے کہ ادب اور ادیب کا بنیادی کام عالم انسانیت کو تاریکیوں سے نجات دلانا ہے۔سائنس کی طرح ادب کا بھی مسئلہ ہے کہ یہ اگر ایک ہی مرکز ومحور پر ٹھہر جائے تو پھر اس پر جمود کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے اور صرف پرانے افکار واقدار پر ارتکاز کی وجہ سے ارتقائی سفر رک جاتا ہے۔

اس لیے بہت سے دانشوروں اور مفکروں کو ادب میں جمود کی شکایت رہی ہے اور اس کے خلاف انہوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے آواز بھی بلند کی ہے، زیادہ تر ادیبوں اور مفکروں نے ادبی سطح پر نئے نئے رجحانات اور میلانات پر زور دیا ہے۔آج بھی بہت سے ادیبوں کو یہ شکوہ ہے کہ ہمارے ادبی اور تہذیبی ارتقا کا سفر ٹھہر سا گیا ہے، شاید یہ شکایت بھی ہو مگر حقیقت یہ ہے کہ گلوبلائزیشن اور سائنسی تکنیکی ترقیات کے اس عہد میں ہمارے ادب کا رشتہ سائنسی، تکنیکی اور سماجی علوم سے جڑ چکا ہے، اسی لیے ان علوم کی ترقیات کا اثر بھی ہمارے ادبیات پر خاطر خواہ پڑا ہے اور اسی لیے ادب میں عصرِ حاضر سے ہم آہنگ نئے نئے تجربات بھی ہورہے ہیں اور ماضی سے قدرے مختلف ادب کا منظر نامہ بھی تشکیل پا رہا ہے۔فکشن کا انداز واسلوب بھی بدلا ہے، موضوعات میں بھی قدرے تبدیلی آئی ہے، شاعری نے بھی اپنا طرز بیاں تبدیل کیا ہے اور دیگر اصناف میں بھی بہت سی تبدیلیاں نظر آرہی ہیں۔یقیناً یہ ادب کے لیے خوش آئند بات ہے، 2023 کے ادبی منظر نامے پر نگاہ دوڑائی جائے تو ہمیں احساس ہوگا کہ ہمارے ادیبوں نے یقینی طور پر نئے نئے تجربے کیے ہیں اور ادب میں نئے مباحث کو جنم دیا ہے اور آج کے عہد کے مقتضیات اور مطالبات کے پیش نظر ادب بھی تخلیق کیا ہے۔سماج میں جس نوع کی تبدیلیاں آتی ہیں، اس کا اثر ہمارے ادب پر بھی پڑتا ہے۔ادب کے بھی اُن تبدیلیوں کو محسوس کرتے ہوئے اپنی راہ وروش بدلی ہے، مگر اس کے باوجود ہمیں یہ احتساب کرنا ہوگا کہ ادبی اور ثقافتی سطح پر 2023 ہمارے لیے کیسا رہا؟

(بقیہ یادوں کے چراغ)

ان کے علاوہ ان کا پہلا شعری مجموعہ نیم کا پھول (۱۹۹۳ء) میں منظر عام پر آیا، ان کے کئی مجموعے کہو ظل الٰہی سے (۲۰۰۰ء)، منور رانا کی سو غزلیں (۲۰۰۰ء)، گھر اکیلا ہوگا (۲۰۰۰ء)، جنگلی پھول (۲۰۰۸ء)، نئے موسم کے پھول (۲۰۰۸ء)، کترن میرے خوابوں کی (۲۰۱۰ء) طبع ہوکر مقبول ہوئے، ان کے ہندی شعری مجموعے غزل گاؤں (۱۹۸۱ء)، پیپل چھاؤں (۱۹۸۴ء)، مورپاؤں (۱۹۸۷ء)، سب اس کے لیے (۱۹۸۹ء)، نیم کے پھول (۱۹۹۱ء)، بدن سرائے (۱۹۹۶ء)، گھر اکیلا ہوگا (۲۰۰۰ء)، ماں (۲۰۰۵ء)، پھر کبیر (۲۰۰۷)، سفید جنگلی کبوتر (۲۰۰۵)ء، چہرے یاد رہتے ہیں (۲۰۰۸ء)، ڈھلان سے اترتے ہوئے اور پھنک تال مختلف نثری اصناف میں ان کی تصنیفات ہیں، ان کی ادبی، شعری اور نثری خدمات کے اعتراف میں ایک درجن سے زائد اعزازات وایوارڈ مختلف ادارے اور تنظیموں کی طرف سے ملے، ادب کا بڑا ایوارڈ ساہتیہ اکیڈمی ایوارڈ بھی ۲۰۱۴ء میں ان کی جھولی میں آگرا تھا، لیکن بعض ملکی وملی مسائل میں حکومت سے اختلاف کی وجہ سے دوسرے بہت سارے مصنفین کی طرح انہوں نے اس ایوارڈ کو پھر سے حکومت کی جھولی میں ڈال دیا، کیوں کہ وہ نفرت کی سوداگری اور ماب لنچنگ کے واقعات سے انتہائی افسردہ ہوگیے تھے اور اعلان کر دیا تھا کہ میں کوئی سرکاری ایوارڈ قبول نہیں کروں گا، جس کی وجہ سے انہیں اور ان کی لڑکیوں پر بھی ابتلاء وآزمائش کی گھڑی آئی، لیکن وہ صبر وثبات کے ساتھ اس آزمائش سے نکلنے میں کامیاب ہوگیے، انہوں نے کہا

اگر دنگائیوں پر تیرا کوئی بس نہیں چلتا   تو پھر سن لے حکومت ہم تجھے نامرد کہتے ہیں
ایک آنسو بھی حکومت کے لیے خطرہ ہے   تم نے دیکھا نہیں آنکھوں کا سمندر ہونا

۲۰۱۷ء میں وہ کینسر کے موذی مرض میں مبتلا ہوئے، جبڑے کا آپریشن بھی کرایا جرأت کے ساتھ اپنے مشاغل جاری رکھے، مشاعروں میں آنا جانا بھی رہا، بعد میں کورونا نے ان کے پھیپھڑے کو متاثر کردیا، گردہ بھی ڈائیلاسس پر چلا گیا، وہ شوگر اور بلڈ پریشر کے بھی مریض تھے، اس طرح وہ مجموعۂ امراض بن گئے، عمر اکہتر سال کی ہوچکی تھی، امراض نے پیری میں جواں ہوکر دھیرے دھیرے انہیں قبر کی آغوش تک پہونچا دیا، منور رانا چلے گیے، دوسرا منور رانا کا پیدا ہونا آسان نہیں ہے، انہوں نے خود ہی کہا تھا۔

بادشاہوں کو سکھایا ہے قلندر ہونا   آپ آساں سمجھتے ہیں منوّر ہونا

منور رانا کے بعض اشعار ضرب المثل بن گیے ہیں اور ہر پڑھے لکھے کی زبان پر ہیں، آپ بھی دیکھیے۔

تمہارے شہر میں سب میت کو کاندھا نہیں دیتے   ہمارے گاؤں میں چھپر بھی سب مل کر اٹھاتے ہیں
کسی کو گھر ملا حصے میں یا کوئی دوکاں آئی   میں گھر میں سب سے چھوٹا تھا میرے حصے میں ماں آئی
شاعری کچھ بھی رسوا نہیں ہونے دیتی   میں سیاست میں چلا جاؤں گا تو ننگا ہوجاؤں گا
جب تک ہے ڈور ہاتھ میں تب تک کا کھیل ہے   دیکھی تو ہوں گی تم نے پتنگیں کٹی ہوئی
سوجاتے ہیں فٹ پاتھ پر اخبار بچھا کر   مزدور کبھی نیند کی گولی نہیں کھاتے
روز وشب ہم کو بھی سمجھاتی ہے مٹی قبر کی   خاک میں مل جائے گی تیری بھی ہستی ایک دن
شہرت ملی و اس نے بھی لہجہ بدل دیا   دولت نے کتنے لوگوں کا شجرہ بدل دیا

Scanned with CamScanner

دور جدید میں تعمیر زندگی

مولانا محمد احسان رشیدی

دور جدید میں اسباب و وسائل کی کثرت کے باوجود انسان کی مصروفیات اور مشاغل کا دائرہ وسیع تر ہوتا جارہا ہے، ہر کام میں سہولت مہیا کرنے کے لئے ذرائع اور وسائل کی بھر مار ہے، کوئی آدمی تھک جائے اس کو آرام پہونچانے کے لئے مشین ہے، اور کوئی سست کاہل ہوجائے اس کو چست درست بنانے کے لئے آلات موجود ہیں، الغرض لیٹنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، اترنے پڑھنے، لکھنے پڑھنے، سننے دیکھنے کے لئے موافقِ طبیعت آلات وجود میں آگئے ہیں، اور مزید بہتر سے بہتر بنانے کیلئے ہر روز تگ و دو اور کوشش جاری ہے؛ لیکن ساتھ ساتھ دیکھنے میں یہ آرہا ہے کہ آدمی زیادہ آرام وراحت، عیش وعشرت حاصل کرنے کی فکر میں اپنا اصلی اور فطری چین وسکون بھی کھو بیٹھا، مثلاً ایک آدمی دن میں چھ گھنٹے محنت مزدوری کرتا ہے اس کو AKTIVA اسکوٹر خریدنے کا جذبہ پیدا ہوا، اس لئے اس نے مزید EXTRA چار گھنٹے کی مزدوری اور شروع کردی، اللہ جانے کب اسکوٹر خریدی جائے گی اور پھر اس کے ذریعہ آرام پہونچے گا یا نہیں لیکن یہ صاحب فی الحال اپنا اصلی چین وسکون راحت وآرام گنوا بیٹھے، کہ اس کی فکر میں نہ گھر والوں کے ساتھ آرام سے بیٹھ پاتے ہیں اور نہ اعزاء واقرباء، اولاد واحفاد کو وقت دے پارہے ہیں، کہ کہیں بھی سکون سے بیٹھ نہیں پاتے کہ کھڑے ہونے کی فکر پہلے سے لاحق ہوجاتی ہے، اس طرح اس ٹیکنالوجی اور مشینری دور میں ہر انسان مشین کا محتاج اور اس کے تابع ہوکر رہ گیا اور ایسی صورت حال پیدا ہوگئی ہے کہ آلات کے بغیر ایک قدم اٹھانا بھی مشکل ہے، وہی گاؤں دیہات کے بچے جو اسکول میں چار پانچ میل کھیلتے کودتے چلے جاتے تھے اور گاؤں کے نوجوان گھر سے بڑی سڑک پر دو چار منٹ میں پہونچ جاتے تھے آج ہر ایک کو موٹر سائیکل کا انتظار رہتا ہے کہ کب موٹر سائیکل آئے گی اور کب ہم اپنے ہدف پر پہونچیں گے، اسباب ووسائل کے ایسے عادی اور تابع ہوگئے کہ کئیں کئی کئی دن تک کام پڑے رہتے ہیں اس انتظار میں کہ work shop سے ہماری کار کب آئے گی پریشانیاں اٹھاتے رہتے ہیں، لیکن محنت ومجاہدہ کرنے کو کوئی تیار نہیں، تاہم آج کے دور میں سب سے پہلے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے فکر وعمل کی اصلاح کریں۔ بقول نیر قریشی

پر نور زندگی کی سحر کھو رہے ہیں لوگ سورج چڑھا ہوا ہے مگر سو رہے ہیں لوگ
تعمیرِ زندگی سے گریزاں ہے زندگی نیر نشاط کیف میں گم ہو رہے ہیں لوگ

آج جس کو دیکھئے ترقی کی بات کرتا نظر آتا ہے، سیاسی آزادی کی ہوا کیا چلی کہ ہر کس وناکس تعمیر وترقی سے نابلد زندگی کے نشیب وفراز سے ناواقف بے شعور طبقہ بھی اپنے آپ کو دانشور خیال کرنے لگا، لوگوں کا بھی عجیب حال ہے کہ کسی کے پاس دو چار پیسے کیا آجاتے ہیں کہ اس کو سب سے بڑا عقلمند خیال کرنے لگتے ہیں، اپنی مجالس ومحافل کا امیر اور صدر تجویز کرتے ہیں، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ''ڈھاک کے دو پات'' تا آنکہ مجلس کوئی لائحۂ عمل طے کئے بغیر برخاست ہوجاتی ہے، اس طرح سمجھ لیجئے تمام شعبہائے زندگی کا توازن بگڑتا جارہا ہے۔

ممکن نہیں حیات کی منزل نصیب ہو عزم وعمل سے دور یہ کیا ہو رہے ہیں لوگ

آج کے بگڑتے ہوئے علمی عملی، دینی، سیاسی توازن کو برقرار رکھنے کے لئے مضبوط ومستحکم کردار کے حامل اور پختہ علم وعمل سے متصف افراد کو آگے بڑھنا ہوگا، ورنہ نظام معاشرہ تباہ وبرباد ہوکر رہ جائے گا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرب قیامت جن علامات کی نشاندہی فرمائی وہ حرف بحرف صادق آرہی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ان ترى الحفاة العراة العالة رعاء الشاء يتطاولون في البنيان'' ترجمہ: اے مخاطب قیامت کے قریب ننگے پاؤں ننگے بدن رہنے والے مفلس بکریوں کو چرانے والے لوگ اونچے اونچے مکانات بنا کر عیش وعشرت کی زندگی گزار رہے ہوں گے اور ایک سے بڑھ کر ایک بلڈنگ بنا کر آپس میں برتری لے جانے کیلئے فکرمند اور کوشاں ہوں گے۔

ظاہر سی بات ہے کہ ان کے پاس دولت کی ریل پیل ہوگی اور سیاسی عہدے اور مناصب حاصل کریں گے، اقتدار پر قابض ہوں گے، حکومت کے خزانوں کا غلط استعمال کریں گے، قرب قیامت امانت ضائع ہوجائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ضيعت الامانة'' لوگ سرکاری مال کو اپنا ذاتی مال تصور کرکے خرچ کریں گے، باعزت اور اصحاب حقوق کا استحصال کرکے یہ لوگ سرمایہ کاری کریں گے اور عیش وعشرت کے مزے لوٹیں گے، دینی راہوں میں رکاوٹیں کھڑی کریں گے؛ بلکہ کفر وشرک کی حمایت کا برملا اعلان کریں گے، دنیاوی مفادات کے حصول کیلئے کسی بھی حد تک چلے جائیں گے، ایسے دور فساد میں بھی ایک جماعت ایسے افراد کی ہوگی جو اعلیٰ انسانی اقتدار کے ساتھ متصف اور خاندانی وفطری خوبیوں سے مزین، علم وعمل کے جامع، محنت ومجاہدہ کے پیکر، معیاری اخلاق وکردار کے حامل ہوں گے جو کہ بد دینی کی ظلمتوں کے درمیان مینارہ نور ثابت ہوں گے، اہل ایمان ان کی اقتداء کو اپنی سعادت سمجھیں گے، وہ فطری قائدانہ صلاحیتوں سے امت کی بہترین رہبری کریں گے، مخالفین ان کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی سو فیصد صادق آئے گا ''لا تزال طائفة من امتي منصورين على الحق لا يضرهم من خالفهم'' ترجمہ: میری امت کی ایک مخصوص جماعت حق کو لیکر فائز المرام رہے گی کوئی بھی مخالف ان کا بال بیکا نہ کرسکے گا، مدد خداوندی اور نصرت خداوندی ہر دم ان پر سایہ فگن رہے گی۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ وہ جماعت محدثین کی ہے، ایک قول وہ مجاہدین کی جماعت ہے، مگر ان سب میں جامع قول یہی ہے کہ وہ افراد یا تو فطری خاندانی اوصاف وکمالات کیساتھ متصف، علم وعمل کے جامع یا وہ حضرات جو مجاہدات کی بھٹی میں پک کر کندن بن گئے ہوں گے، لہذا آج دور فساد میں ضرورت ہے کہ کسی شیخ کامل عالم فاضل محدث کی تربیت میں رہ کر مجاہدات شاقہ برداشت کرکے خود کو کندن بنایا جائے اور ارباب طریقت کے اصولوں پر گامزن ہوکر اپنے اندر نکھار پیدا کریں، اکابر کا مقولہ ہے: ''لا يمكن الوصول بغير الاصول'' (بغیر اصولوں کے اللہ تک پہنچنا ممکن نہیں)۔ جو لوگ اخلاق وکردار، امانت ودیانت داری سے متصف ہوں گے وہی قیادت کا صحیح فریضہ انجام دے سکیں گے، عیش وعشرت والے، مجروح کردار والے، غیر ذمہ دارانہ زندگی گزارنے والے، بے اصولیوں کے ساتھ چلنے والے امت کی رہبری کے لائق نہیں ہیں، اس سے نظام مزید بگڑتا ہی چلا جائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اذا وسد الامر الى غير اهله فانتظر الساعة'' ترجمہ: جب نااہلوں کو ذمہ داریاں سپرد کردی جائیں تو قیامت کا انتظار کرو، اللہ تعالیٰ ہمیں خود کو سنت وشریعت کیساتھ مزین کرنے کی توفیق عطا فرمائے، خصوصاً جبکہ اہل اللہ اکابر علماء امت دنیا سے رخصت ہوتے جارہے ہیں ایسے وقت میں بہت زیادہ ضروری ہوجاتا ہے کہ ہم تعمیر زندگی کے لئے متفکر ہوں۔

حالات سازگار ہوں ہرگز نہیں یہ غم
راہ فرار ڈھونڈ کے جب سو رہے ہیں لوگ

نوجوان نسل پر انٹرنیٹ کے مضر اثرات

ڈاکٹر محمد سعید اللہ ندوی

اس میں کوئی شک نہیں کہ انٹرنیٹ مختلف معلومات کیلئے ایک ایسا اہم ذریعہ بن چکا ہے، جس کے ذریعہ انسان مختصر وقت میں معمولی لاگت سے بے شمار دینی علمی، اقتصادی اور سیاسی معلومات تک رسائی حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ حالات حاضرہ سے بھی واقفیت حاصل کرسکتا ہے۔ اسی طرح اس کے توسط سے دینی اور عصری اداروں میں دفتری کاموں کے اندر سہولت اور آپس میں معلومات کے تبادلے سے متعلق بھی کافی آسانیاں پیدا ہوچکی ہیں، لہٰذا اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وہ مختلف میدانوں کے اندر انسان کیلئے بے شمار سہولتیں فراہم کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دور حاضر میں بے شمار لوگ کسی نہ کسی حد تک اس سے منسلک اور اس کے ثناخواں نظر آتے ہیں۔

لیکن انٹرنیٹ ٹیکنالوجی عصر حاضر کی نہایت مفید ایجاد ہونے کے ساتھ نہایت سنگین مضر اور خطرناک بھی ہے جس کی ضرر رسانی سے نوجوان طبقہ بہت متاثر ہو رہا ہے۔ خاص طور سے نوجوان عمر کے لڑکے اور لڑکیاں اس کے پر آشوب دلدل میں پھنستے جارہے ہیں۔ اگرچہ انٹرنیٹ ٹیکنالوجی کی ترقی نے پوری دنیا کو ایک گلوبل وارمنگ بنا دیا ہے۔ ہر شخص اس کے ذریعے بہت کم وقت کم لاگت سے بہت سی معلومات سے واقف ہوسکتا ہے کیونکہ انٹرنیٹ ایک وسیع دنیا ہے جس کی سیر وسیاحت گھر بیٹھے کم وقت میں ہر شخص کرسکتا ہے۔ یہ ایجاد جہاں کافی کارآمد مفید اور آسانی پیدا کرنے والی ہے، اس کے ذریعے انسان چاند اور دیگر سیاروں پر کمندیں ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے۔ وہیں دوسری جانب انٹرنیٹ پر انسانیت، کردار، مروت وغیرت اور عزت و ناموس پر ڈاکہ ڈالنے کے مواد اپلوڈ کئے جارہے ہیں جس کی زہر افشانی سے نوجوان نسل مسموم ہوکر اپنی عقل وخرد کے ساتھ صحت وتندرستی سے روز افزوں بیکار کر رہی ہے، چونکہ حکومت کے اشاروں پر گلی کوچے، محلے در محلے انٹرنیٹ، کیفے کھل رہے ہیں۔ جہاں نوجوان نسل محفوظ طریقے سے ہر وہ چیز دیکھتی ہے جس کا تصور انسان نہیں کرسکتا ہے ملک میں اس وقت لاکھوں کی تعداد میں انٹرنیٹ، کیفے کام کر رہے ہیں جہاں سے نوجوان نسلیں فائدے کے بجائے نقصان اٹھا رہی ہیں۔

انٹرنیٹ کے ذریعے دینی ودنیوی موضوعات سے متعلق بڑے پیمانے پر غلط معلومات کی اشاعت کا کام بھی کیا جارہا ہے۔ باطل تحریکات مسلمانوں کے ذہنوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنے، ان کے عقائد کو بگاڑنے اور اپنے باطل عقائد ونظریات کو پھیلانے کی کوشش کرتی ہیں۔ اسی طرح خود مسلمانوں میں بعض کم علم یا باطل افکار کے حامل لوگ تفسیر وحدیث وفقہ اور دیگر دینی علوم سے متعلق ایسی غلط معلومات انٹرنیٹ کے ذریعے پھیلاتے ہیں جنہیں درست سمجھ کر ایک عام مسلمان دینی موضوعات سے متعلق غلطیوں کا شکار ہوجاتا ہے، لہٰذا! جب تک کسی مستند ذریعے سے تصدیق نہ کی جائے اس وقت تک صرف انٹرنیٹ کی معلومات پر اعتماد نہ کیا جائے۔ انٹرنیٹ کے زیادہ استعمال کی وجہ سے اولاد و والدین، میاں بیوی اور دیگر قریبی رشتہ داروں کے درمیان دوریاں پیدا ہو رہی ہیں جس سے ان کے آپس کے حقوق متاثر ہوکر ناچاقیاں جنم لے رہی ہیں، اور میاں بیوی کے درمیان تلخیاں بڑھتی جارہی ہیں! یہاں تک کہ بعض دفعہ طلاق تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ خاندانی جھگڑے، قریبی رشتہ داروں اور میاں بیوی کے درمیان تلخیاں اور دوریاں پیدا ہونا بڑی ناکامی اور محرومی کی بات ہے۔

بچے انٹرنیٹ کی کثرت استعمال کی وجہ سے تعلیمی میدان میں کافی پیچھے رہ گئے، پڑھنے اور مطالعہ کرنے سے ان کا تعلق کمزور پڑ گیا، اس لیے کہ وہ اپنا اچھا خاصا وقت انٹرنیٹ سے منسلک لیپ ٹاپ اور موبائل فون کی اسکرین کے سامنے بیٹھ کر خرچ کرتے ہیں اور جب تھک جاتے ہیں تو باقی وقت کھیل کود، کھانے پینے اور سونے میں لگاتے ہیں، پڑھنے کے لیے ان کے پاس وقت نہیں بچتا۔ انٹرنیٹ دراصل مختلف چھوٹے چھوٹے کمپیوٹر نیٹ ورک اور مواصلاتی نظام کا مجموعہ ہے۔ جس کے ذریعے لمحوں میں دنیا بھر کی معلومات حاصل کی جاسکتی ہے، انٹرنیٹ بے حیائی وعریانیت پھیلانے، فسق وفجور کے مناظر پیش کرنے کا سب سے بنیادی اور سستا ذریعہ ہے، اس کے ذریعہ اخلاقی تباہی، نوجوان مرد وخواتین کی بے راہ روی وگمراہی، شر وفساد کی وادیوں میں ان کی غوطہ زنی اور اسلامی اقدار و پاکیزہ روایات سے ان کی لاتعلقی عام ہوتی جارہی ہے! کتنے والدین ایسے ہیں جو انٹرنیٹ سے منسلک ہونے کے بعد اپنی اولاد کی گمراہی کا رونا رو رہے ہیں؟ اور کتنی نوجوان لڑکیاں ایسی ہیں جنہیں اس انٹرنیٹ کے توسط سے سبز باغ دکھایا گیا اور وہ دھوکہ کھا کر اپنے گھروں سے بھاگ گئیں؟! کچھ عرصے تک دھوکہ بازوں کی ناپاک خواہشات کا نشانہ بن کر پھر بے یار ومددگار چھوڑی ہیں جس سے دنیا وآخرت دونوں کا نقصان انہیں اٹھانا پڑا۔

لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ قوم کے نونہالوں کو تعلیم وتربیت سے آراستہ کرتے ہوئے ان کے روشن مستقبل کی فکر کی جائے کیونکہ وہ قوم کے معمار، زندہ سماج کے ستون اور خوشحالی وترقی کے ضامن ہوتے ہیں اس لئے منفی سوچ کے بجائے ان کے اندر احساس، ذمہ داری اور مستقبل کی فکر پیدا کرنا ان کی ذہنی صلاحیتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے عملی طور پر ان کو مصروف کرنا اور ان کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنا ایک مخلص، مربی، سماج دوست بہی خواہوں کا طریقہ کار ہونا چاہیے۔

کیونکہ نوجوان نسل سے ہمارا مستقبل تابناک ہوگا اور ہماری شناخت ایک ترقی یافتہ قوم کی طرح ہوگی جہاں ترقی، خوشحالی اور سربلندی وسرخروئی قدم چومتی ہوگی۔ والدین اور سرپرستوں کے لئے ضروری ہے کہ اپنی اولاد اور بچوں کو انٹرنیٹ کے نقصانات اور منفی گوشوں سے اچھی طرح آگاہ کریں اور انہیں ان نقصانات سے بچنے کی تلقین کریں، اور خلوتوں میں ان کی سرگرمیوں کی کڑی نگرانی کریں، ان کو اس طرح آزاد ہرگز نہ چھوڑیں کہ وہ جو چاہیں کریں، تاکہ وہ شر وفساد کی خطرناک وادیوں میں ہلاکت سے محفوظ رہیں۔

ہے دل کیلئے موت مشینوں کی حکومت
احساس مروت کو کچل دیتے ہیں آلات

Scanned with CamScanner

ہفتۂ رفتہ

محمد اظہار

متھرا کی شاہی مسجد کو ہٹانے کی عرضی مسترد

سپریم کورٹ نے متھرا کی متنازعہ شاہی مسجد کو ہٹانے اور اسے بھگوان شری کرشن کی جائے پیدائش اعلان کرنے کی ہدایت دینے کی مانگ والی مفاد عامہ کی ایک عرضی کو مسترد کردیا۔ جسٹس سنجیو کھنہ اور جسٹس دیپانکر دتہ کی بنچ نے وکیل مہک مہیشوری کی عرضی کو یہ کہتے ہوئے مسترد کردیا کہ اس میں دیے گئے متنازعہ حقائق پر مبنی سوالات کے پیش نظر، اس معاملے میں عدالت کو دخل دینا مناسب نہیں ہوگا۔ اس سے پہلے الہ آباد ہائی کورٹ نے اکتوبر 2023 میں مہیشوری کی اس درخواست کو مسترد کردیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے ہائی کورٹ کے فیصلے کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا تھا۔ ادھر سپریم کورٹ نے کہا کہ وہ وارانسی میں متنازعہ گیانواپی مسجد کے پانی کی ٹنکی کی صفائی کی درخواست کرنے والی عرضی پر غور کرے گا۔ چیف جسٹس ڈی وائی چندر چوڑ اور جسٹس جے بی پارڈی والا اور جسٹس منوج مشرا کی بنچ نے غور کرنے کا یقین دلاتے ہوئے عرضی گزار وکیل وشنو شنکر جین سے کہا کہ وہ اس معاملے میں ای میل کے ذریعے درخواست بھیجیں۔ (یو این آئی)

شمیمہ سمیت 5 کو ہائی کورٹ جج بنانے کی سفارش

ملک کے متعدد ہائی کورٹ میں کے 4 خالی عہدوں کو بھرنے کے لیے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس ڈی وائی چندر چوڑ کی قیادت والے سپریم کورٹ کالجیم نے ایڈیشنل جج کے تقرر کے لیے مرکزی حکومت کو 5 ناموں کی سفارش بھیجی ہے۔ جس میں گوہاٹی ہائی کورٹ میں جج تقرر کے لیے 2 نام بھیجے گئے ہیں جس میں وکیل شمیمہ جہاں اور جوڈیشیل افسر یارینگ جنگلا لونگ کمیر، راہل بھارتی، موکھ کھجوریا کاظمی، ابھئے آہوجا اور چیتالی چڑ جی داس شامل ہیں۔ (ایجنسی)

آبادی کے اعتبار سے اقلیتی درجہ دینے کے مطالبہ پر سپریم کورٹ برہم

ریاست میں آبادی کے حساب سے کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والوں کو اقلیتی درجہ دینے کا مطالبہ کرنے والی درخواست پر سپریم کورٹ میں سماعت ہوئی۔ اس دوران عدالت نے ان ریاستوں پر برہمی کا اظہار کیا جنہوں نے ابھی تک مرکز کو ڈیٹا فراہم نہیں کیا ہے۔ عدالت نے ریاستوں کو ڈیٹا فراہم کرنے کے لیے 6 ہفتے کا وقت دیا ہے۔ عدالت نے کہا کہ اگر ریاستوں نے ایسا نہیں کیا تو انہیں 10000 روپے ادا کرنا پڑے گا۔ اب اس معاملے کی اگلی سماعت اپریل میں ہوگی۔ دراصل، بی جے پی لیڈر اور وکیل اشونی اپادھیائے نے آبادی کے حساب سے اقلیتی درجہ دینے کا مطالبہ کرتے ہوئے ایک عرضی دائر کی ہے۔ انہوں نے اپنی درخواست میں کہا ہے کہ 9 ریاستوں میں آبادی کے لحاظ سے ہندو اقلیت میں ہیں۔ لیکن سرکاری حیثیت نہ ہونے کی وجہ سے ان کے پاس تعلیمی ادارے کھولنے اور چلانے کا حق نہیں ہے۔ اور نہ ہی کسی قسم کی سرکاری امداد میسر ہے۔ عدالت نے مرکز سے کہا کہ وہ ریاستوں سے ضروری ڈیٹا اکٹھا کرے اور جواب داخل کرے۔ مرکز نے عدالت کو بتایا کہ اسے اب تک 24 ریاستوں اور 6 مرکز کے زیر انتظام علاقوں سے جواب موصول ہوا ہے، جب کہ اروناچل پردیش، جموں وکشمیر جھارکھنڈ، لکشدیپ، راجستھان اور تلنگانہ نے ابھی تک جواب نہیں دیا ہے۔ سپریم کورٹ نے ان ریاستوں کو 2 ہفتے کے اندر اسٹیٹس رپورٹ داخل کرنے کو کہا ہے۔ ہندوستان میں 8 ریاستیں ایسی ہیں جہاں ہندو آبادی 50 فیصد سے بھی کم ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ایک طرح سے ہندو ان ریاستوں میں اقلیتی زمرے میں ہیں۔ جس کی وجہ سے سال 2017 میں سپریم کورٹ میں درخواست دائر کی گئی تھی۔ ان آٹھ ریاستوں میں جموں وکشمیر، پنجاب، لکشدیپ، میزورم، ناگالینڈ، میگھالیہ، اروناچل پردیش اور منی پور جیسی ریاستیں شامل تھیں۔ (ایجنسی)

گگوئی کو آسام کا اعلیٰ ترین اعزاز ملے گا

آسام کے وزیراعلیٰ ہیمنت بسوا سرما نے اعلان کیا کہ بابری مسجد کی زمین رام مندر کی تعمیر کے لیے ہندوؤں کے حوالے کرنے کے تاریخی فیصلہ میں اہم کردار ادا کرنے والے سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس اور راجیہ سبھا ایم پی رنجن گوئی کو آسام ریاست کے اعلیٰ ترین اعزاز سے نوازا جائے گا۔ انہیں آسام وبھ اعزاز سے 10 فروری کو ایک بڑی تقریب میں نوازا جائے گا۔ واضح ہو کہ رنجن گوئی کی قیادت والی 5 رکنی بنچ نے بابری مسجد کی زمین رام مندر کی تعمیر کیلئے دینے کا فیصلہ کیا تھا۔ (ایجنسی)

12 اساتذہ کو علامتی تقرری لیٹر

وزیراعلی بہار نے ہائر سیکنڈری اسکول (کلاس 11-12)، سیکنڈری اسکول (کلاس 9-10) اور پرائمری اسکول (کلاس (5-1) کے کل 96 ہزار 823 نئے تعینات ہونے والے اساتذہ میں سے 12 اساتذہ کو علامتی تقرری لیٹر دیا۔ اساتذہ کی تقرری کے دوسرے مرحلے میں ریاستی حکومت نے بڑے پیمانے پر نئے تقرر ہونے والے اساتذہ کو تقرری لیٹر کی شکل میں تحفہ دیا۔ ہندوستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ وزیراعلی نتیش کمار کی قیادت میں بہار میں 2 نومبر 2023 کو ایک ہی اشتہار سے 1 لاکھ 20 ہزار 336 اساتذہ کو تقرری کے خطوط فراہم کیے گئے ہیں۔ اسکول اساتذہ کی تقرری کے دوسرے مرحلے میں منتخب کیے گئے کل 196,823 اساتذہ میں سے 51 فیصد خواتین تھیں۔ دوسرے مرحلے میں اساتذہ کی تقرری کے بعد بہار میں طالب علم اور استاد کا تناسب اب 1:35 ہو گیا ہے، جو معیاری تعلیم کی طرف ایک موثر قدم ہے۔

طب وصحت

اچھی صحت کے رہنما اصول

اللہ رب العزت نے اپنی تمام مخلوقات میں انسان کو جہاں اشرف المخلوقات ہونے کا اعزاز بخشا، وہیں اسے بے پناہ نعمتوں سے بھی نوازا۔ ساتھ ہی کائنات کی ہر چیز میں اس کے لیے کچھ نہ کچھ بہترین راز پوشیدہ رکھے اور اسے حکم دیا کہ انہیں تسخیر کرے۔ ”اور اس نے تمہارے لیے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، سب کو اپنی طرف سے مسخر کردیا ہے۔“ (الجاثیۃ، 13:45) ان نعمتوں میں ہمیں بہت کچھ ذات کبریائی سے طلب کرنے پر اور بہت کچھ بغیر طلب کیے ملا۔ مگر ہم پھر بھی ناشکری کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ہم کبھی یہ نہیں سوچتے کہ جو کچھ ہمیں بغیر مانگے ملا ہے وہ ہمارے لیے ایسی نعمتیں ہیں جن کے بغیر جینے کا تصور مشکل یا ناممکن ہوسکتا ہے۔ ان میں ہوا، پانی، دن، رات، نیند، سردی، گرمی، پہاڑ، دریا، سمندر وغیرہ بھی نعمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ان تمام نعمتوں میں سے بہترین نعمت صحت ہے۔ اردو زبان میں لفظ ’تندرستی‘ صحت کے متبادل کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ یہ لفظ تن اور درستی کا مرکب ہے، اس سے مراد جسم کی وہ کیفیت جس میں کسی شخص کی ذہنی یا جسمانی حالت معمول کے مطابق ہو۔ بیماری سے مکمل نجات، شفا، جسم کی بے عیبی تندرستی کہلاتی ہے۔

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ جب تک آپ صحت مند ہیں دنیا کی ہر نعمت آپ کی مٹھی میں ہے۔ کیوں کہ صحت مند ہونے کی بنا پر آپ اپنی ہر خواہش کی تکمیل کے لیے کوشش کرسکتے ہیں۔ مگر جب صحت ساتھ چھوڑنے لگتی ہے تو روپیہ، پیسہ، محبت اور لوگ، سب ایک ایک کرکے آپ کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ صحت کی نعمت کا احساس اس وقت بخوبی ہوتا ہے جب انسان بیمار پڑ جاتا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے فرمایا کہ، ”پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں کے واقع ہونے سے پہلے غنیمت سمجھنا چاہیے۔ بڑھاپے سے پہلے جوانی کو، بیماری سے پہلے صحت کو، مفلسی سے پہلے تونگری کو، مشغولیت سے پہلے فرصت کو، مرنے سے پہلے زندگی کو۔“

موجودہ دور میں انسان مادیت پسند بن چکا ہے۔ اس کا طرز رہائش روز بروز آسائش پسندانہ ہوتا جارہا ہے۔ آسائش بھری مشینوں نے اسے نہ صرف سست اور کاہل بنایا بلکہ مکمل طور پر اپنا محتاج بھی۔ دوسری جانب قناعت پسندی بھی ختم ہوگئی ہے۔ دولت مند ہونے، ایک دوسرے سے آگے نکلنے اور زندگی کی تمام آسائشیں حاصل کرنے کی ایک دوڑ لگی ہے اور ہر کوئی دنیا کی ہر چیز پانا چاہتا ہے۔ اس مادیت پسندی نے انسان کو جہاں موت سے غافل کیا ہے وہیں اپنی زندگی اور صحت سے یکسر لاتعلق بھی کردیا ہے۔ فاسٹ فوڈ، جنک غذائیں، مسلسل کام اور شاہانہ طرز زندگی کی وجہ سے انسان بڑھاپے تک پہنچتے پہنچتے صحت کو بہت پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔ بلکہ آج کل تو یہ نوبت ضعیف العمری سے بہت پہلے آرہی ہے۔ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جب دنیا کی بہترین سواریاں رکھنے کے باوجود پیدل چلنا اور قسم قسم کے بہترین پکوان پکنے کے باوجود پھیکا اور بے ذائقہ پکوان کھانا انسان کی مجبوری بن جاتا ہے۔ گوکہ بیماریاں کبھی آزمائش کی صورت میں بھی آتی ہیں، مگر ان میں بہت حد تک انسان کا اپنا ہاتھ بھی شامل ہے۔ انسان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ کی بڑی نعمتوں میں سے ایک یعنی تندرستی کی قدر کرے اور اپنے فطری طرز زندگی سے اسے بحال رکھے۔ اپنی صحت کو برقرار رکھنے اور اللہ کے عطا کیے ہوئے اعضاء کو نیک کاموں میں استعمال کرنا بھی اللہ کا شکر بجالانے کے مترادف ہے۔

اس لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ بیماریوں سے بچ کر رہیں اور ان تمام عوامل سے حتیٰ الامکان بچنے کی کوشش کریں جن سے جسم پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ دیکھا جائے تو زیادہ تر بیماریوں کی وجہ صحت اور صفائی کے اصولوں سے انحراف اور بسیار خوری ہے۔ بیماری کے دوسرے اسباب میں مادیت پرستی، منشیات کی لت اور ماحولیاتی آلودگی شامل ہیں۔ ماحولیاتی آلودگی کی بڑی وجہ رہائشی علاقوں میں فیکٹریاں، ٹریفک کا بڑھتا رجحان اور ان سے نکلنے والا دھواں ہے۔ ان کے مضر اثرات سے پیدا ہونے والی بیماریاں بہت خطرناک اور جان لیوا ہوسکتی ہیں۔ ساتھ ہی بہت سی معمولی بیماریاں لاپرواہی اور غفلت کی بنا پر ناسور کی شکل اختیار کرلیتی ہیں۔ ایک صحت مند زندگی گزارنے کے لیے تندرستی کے چند رہنما اصول ہمیں اپنی زندگی میں شامل کرنا پڑیں گے۔

پانی کی وافر مقدار: ہماری زندگی میں اللہ کی دی ہوئی نعمتوں میں ایک بہترین نعمت پانی ہے جو رنگ اور ذائقہ سے عاری ہونے کے باوجود انسان، حیوان اور ماحول کے لیے سب سے زیادہ لازمی ہے اور اس کے بغیر زندگی کا تصور ناممکن ہے۔ انسانی جسم کو دن میں تقریباً آٹھ سے چودہ گلاس پانی لازمی پینے چاہئیں۔ گوکہ عمر اور جسمانی ساخت کے اعتبار سے اس میں کمی بیشی ہوسکتی ہے۔ حاملہ اور دودھ پلانے والی ماؤں کو پانی بہت زیادہ پینا چاہیے۔ پانی کی مناسب مقدار آپ کو بہت ساری جسمانی بیماریوں سے محفوظ رکھتی جن میں معدہ وگردے کے امراض اور قبض وغیرہ اہم ہیں۔ ساتھ ہی جسمانی اور اردگرد کی صفائی کے لیے بھی پانی اکائی کی حیثیت رکھتا ہے۔

متوازن غذا: انسانی جسم کے افعال کو برقرار رکھنے کے لیے متوازن غذا بہت ضروری ہے۔ انسانی جسم کو صحت مند رہنے کے لیے ایسے خوراک کی ضرورت ہوتی ہے جس میں تمام غذائی اجزاء مناسب مقدار میں موجود ہوں۔ جن میں پروٹین، کاربوہائیڈریٹس، وٹامنز اور منرلز شامل ہوں۔ ان کے لیے تازہ سبزیاں، پھل، گوشت، چاول اور دالیں مناسب مقدار میں استعمال کرنی چاہئیں۔

ورزش کرنا: صحت مند اور تندرست رہنے کے لیے روزانہ ورزش بھی اہم ہے۔ چہل قدمی اور ہلکی پھلکی ورزش سے وزن کے مسائل، ہاضمہ، دل، دماغ اور دیگر اعضاء کے افعال درست ہوسکتے ہیں۔ ورزش سے آپ کے میٹابولزم میں اضافہ ہوتا ہے اور جسم کی زائد چربی کم ہوجاتی ہے جو بہت ساری بیماریوں کی اہم ترین وجہ ہے۔

آرام اور نیند: غذا، پانی اور ورزش کے ساتھ ساتھ آرام اور نیند بھی انسانی جسم کے لیے لازمی ہیں۔ ایک دن میں آٹھ گھنٹوں کی نیند آپ کو صحت مند رہنے میں اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دن رات بنا کر اور پانچ وقت کی نماز فرض کرکے آپ کو ایک بہترین شیڈول دے دیا جس میں آپ اپنے کام، آرام اور خوراک کے اوقات کو باآسانی مینج کرکے صحت مند زندگی گزار سکتے ہیں۔ ایک مکمل صحت مند زندگی گزارنے کے لیے متوازن غذا، معتدل آب وہوا، پوری نیند، روزانہ ورزش کے ساتھ ساتھ طرز زندگی میں بدلاؤ بھی وقت کی انتہائی اہم ضرورت ہے۔ کچھ کام اور طرز عمل بھی ایسے ہیں جن کی وجہ سے انسانی جسم میں مختلف قسم کے ہارمونز بنتے ہیں جو جسم میں مثبت تبدیلی پیدا کرتے ہیں۔ ان میں پانچ وقت کی نماز، دوسروں کے کام آنا، شکر بجالانا، مثبت طرز زندگی، دوستی، ایک دوسرے کا خیال رکھنا اور مدد کرنا، خود خوش رہنا اور دوسروں کو بھی خوش رکھنا شامل ہیں۔ تمباکو نوشی، شراب نوشی، منشیات، روغنی اور مصالحے دار غذاؤں سے مکمل پرہیز بھی تندرستی کی جانب ایک انتہائی اہم پیش رفت کا ذریعہ ہے۔ (ڈاکٹر راحت جبین)

Volume:64/74,Issue:04 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi, Regd No-BIHURD/4136/61

راز پہونچے ہمارے غیروں تک
مشورہ کرلیا تھا اپنوں سے
(نواز دیوبند)

ملک میں ای وی ایم کے خلاف بڑھتا احتجاج

ڈاکٹر سید احمد قادری

گزشتہ چند برسوں میں ملک میں انتخابات کے بعد نتائج کا جو نا قابل یقین منظر نامہ دیکھنے کو ملا، اسے دیکھنے کے بعد ملک میں ہونے والے انتخابات کی شفافیت اور معتبریت کو کھو دیا ہے۔ ای وی ایم سے ہونے والے انتخابات کا سچ چند برسوں قبل دلی اسمبلی کے اندر اجاگر کیا جا چکا ہے کہ کیسے ای وی ایم کو ہیک کیا جاتا ہے اور من مطابق ای وی ایم سے نتائج نکالے جاتے ہیں۔ یہی سچ چند روز قبل جنتر منتر پر سپریم کورٹ کے مشہور وکلاء بھانو پرتاپ سنگھ اور محمود پراچہ کی رہنمائی میں عوامی طور پر پریس والوں کی بھاری بھیڑ کے درمیاں دکھایا گیا۔ ان دونوں وکلاء نے ای وی ایم کے خلاف زبردست تحریک چھیڑ دی ہے اور ان کا مطالبہ ہے کہ اب پورے ملک کے اندر انتخابات ای وی ایم سے کرانے کے بجائے بیلیٹ پیپر سے کرائے جائیں۔ اپنے اس مطالبہ کے لئے انھوں نے گزشتہ دنوں جنتر منتر پر زبردست احتجاج اور مظاہرہ بھی کیا۔ یہ دونوں اپنے ہمنواؤں کے ساتھ چیف الیکشن کمشنر سے ملنا چاہتے تھے، لیکن ملاقات کی بجائے انھیں وقتی طور پر حراست میں لے لیا گیا، جس کے بعد ان کی تحریک میں کافی شدت پیدا ہوگئی ہے اور اپنے مطالبہ کو پورا کرانے کے لئے ان لوگوں نے پوری طاقت جھونک دی ہے۔ ای وی ایم کے خلاف احتجاج اور مظاہرہ کی بڑھتی تپش اب دھیرے دھیرے پورے ملک میں پہنچ گئی ہے اور آئے دن ملک کے طول وعرض میں ای وی ایم کے استعمال کے خلاف مظاہرے دیکھنے کو مل رہے ہیں۔

سپریم کورٹ کے وکلاء بھانو پرتاپ اور محمود پراچہ کا کہنا ہے جب پورے ملک کے لوگ ای وی ایم کی مخالفت کر رہے ہیں اور عام انتخابات میں شفافیت اور معتبریت چاہتے ہیں تو پھر الیکشن کمیشن کیوں ملک کی اس آواز کو دبانا چاہتا ہے اور حکمراں کے اشاروں پر ای وی ایم سے ہی انتخابات کرائے جانے پر بضد ہے۔ ان دونوں نے اس سلسلے میں ایک نعرہ بھی دیا ہے کہ ای وی ایم ہٹاؤ، دیش بچاؤ، آئین بچاؤ اور جمہوریت بچاؤ۔ اس نعرے کے ساتھ ان لوگوں نے اپنی آواز اور مطالبے میں شدت لانے کے لئے پورے ملک کے لوگوں سے اپیل کرتے ہوئے ایک فون نمبر 9667722062 بھی جاری کیا ہے اور کہا ہے کہ پورا ملک اس نمبر پر مس کال کرے اور اپنا احتجاج درج کرائے۔ ان مظاہرین کا کہنا ہے کہ الیکشن کمیشن اس بات سے صاف انکار کرتا ہے کہ ای وی ایم میں کسی طرح کی بھی تبدیلی یا ہیکنگ ممکن نہیں ہے، ایسے میں الیکشن کمیشن ہم لوگوں کو صرف پچاس ای وی ایم حوالے کرے، ہم یہ بات ثابت کر دیں گے کہ ای وی ایم میں من مطابق تبدیلی ممکن ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر الیکشن کمیشن ملک کے عوام کے خدشات اور شک وشبہ کو دور کرنے کے لئے مظاہرین کے اس مطالبے کو مان لیتی اور عوامی طور پر ڈیمو کرا کر اپنی معتبریت کو بحال رکھتی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس الزام میں ابھی زیادہ دن نہیں ہوئے ہیں کہ الیکشن کمیشن نے بڑی تعداد میں ای وی ایم خریدے تھے اور پھر یہ سب کے سب غائب ہو گئے۔ ان ہی غائب ہونے والی ای وی ایم کو اکثر استعمال میں اور اپنے موافق نتیجے کے لئے استعمال کئے جانے کا بھی اکثر الزام لگایا جاتا ہے۔ لوگوں کا یہ بھی الزام ہے کہ ان ہی مشینوں میں پیگاسس کی طرح کوئی چپس کا استعمال کیا گیا ہے۔ ان ای وی ایم پر حکمران پارٹی کو اتنا بھروسہ ہے کہ گزشتہ لوک سبھا کے انتخاب میں کہا تھا کہ اس بار تین سو کے پار اور لوگوں نے دیکھا کہ واقعی بی جے پی تین سو کے پار کامیاب ہوئی۔ اسی طرح اگلے 2024ء کے انتخاب میں حکمراں جماعت کا نعرہ ہے اس بار 400 کے پار۔ اس اعتماد، اس بھروسہ کے پیچھے آخر کون سا راز مضمر ہے۔ جب کہ ملک کا بیشتر طبقہ موجودہ حکومت کی ناکامیوں سے پریشان اور خفا ہے۔ یہی وہ وجوہات ہیں جس کے باعث ملک کے عوام کا ای وی ایم پر سے بھروسہ ختم ہو گیا ہے اور وہ احتجاج، مظاہرے، مخالفت اور تحریک کے لئے مجبور ہوئے ہیں۔ ای وی ایم کے بجائے بیلیٹ پیپر سے انتخاب کے مطالبے پر چند ہفتہ قبل اورنگ آباد (مہاراشٹر) کے سماجی کارکن انت کیر باجی بھورے ڈویژنل کمشنر کے دفتر کے سامنے بھوک ہڑتال پر بھی بیٹھے تھے۔ انھوں نے اس ضمن میں کہا تھا کہ دستور کی دفعہ (ک) کے تحت اظہار رائے کی آزادی کا بنیادی حق حاصل ہے، اسی کے تحت انھوں نے تمام شہریوں کی جانب سے الیکشن کمیشن آف انڈیا سے ملک میں انتخابات ای وی ایم کے بجائے بیلٹ پیپر سے کرائے جانے کا مطالبہ کیا ہے۔ بھارت مکتی مورچہ کے کارکنان نے ملک کے تمام اضلاع کے 567 صدر مقام پر 5 جنوری سے 16 جنوری تک ڈی ایم دفتر کے سامنے احتجاج اور مظاہرہ کئے جانے اور پھر ہر جگہ سے ڈی ایم کے ذریعہ ملک کی صدر جمہوریہ کو میمورینڈم دینے کی بھی بات کہی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ 31 جنوری کو نئی دہلی کے الیکشن کمیشن کے دفتر پر مہا مورچہ کا انعقاد کیا جائے گا۔ ای وی ایم کی مخالفت راجیہ سبھا میں بھی ہو چکی ہے۔ حزب مخالف جماعتوں کانگریس، ایس پی اور بی ایس پی وغیرہ نے شدت کے ساتھ بیلٹ پیپر سے ہی الیکشن کرانے کا مطالبہ کیا تھا۔ اس کے جواب میں ڈپٹی چیئرمین پی جے کورین نے کہا تھا کہ اپوزیشن کو یہ موضوع یہاں اٹھانے کی بجائے الیکشن کمیشن کے سامنے اٹھانا چاہئے۔

ملک میں انتخاب ای وی ایم کی بجائے بیلٹ پیپر سے کرائے جانے کا مطالبہ کوئی نیا نہیں اور نہ ہی اچانک سامنے نہیں آیا ہے۔ بلکہ ملک میں 2014 کے بعد سے جب کبھی کوئی انتخاب ہوا اور خلاف توقع نتیجہ سامنے آیا یعنی کبھی اسٹرانگ روم میں دھاندلی ہوتے دیکھا گیا، کبھی انتخاب کے بعد اور رزلٹ سے قبل ٹرکوں پر بڑی تعداد میں ای وی ایم پکڑا گیا، ہریانہ کے پانی پت میں ای وی ایم مشین لے جاتے ہوئے پکڑے جانے پر جو ہنگامہ ہوا یا پھر کانگریس ترجمان پون کھیڑا کے مطابق انتخاب کے دن آخری وقتوں میں یعنی شام میں نا قابل یقین حد تک بڑی تعداد میں ووٹنگ کا تناسب دیکھا گیا یا پھر حالیہ مدھیہ پردیش اور دیگر ریاستی اسمبلی کے انتخاب میں جس طرح بے ضابطگی دیکھی گئیں۔ یہاں تک کہ مدھیہ پردیش میں یہ بھی تماشہ ہوا کہ خود ایک امیدوار کا بھی ووٹ ای وی ایم میں شامل نہیں ہو سکا۔

یہ سب اس امر کی جانب اشارہ کرتی ہیں کہ ای وی ایم اب معتبر نہیں رہی، شیو سینا (ادھو ٹھاکرے گروپ) کے بے باک رکن پارلیمنٹ اور پارٹی کے ترجمان سنجے راوت نے چند روز قبل ہی اپنی ایک پریس کانفرنس میں ای وی ایم سے ہونے والے ووٹنگ کو مشکوک قرار دیتے ہوئے بتایا کہ اگر انتخابات ای وی ایم کے بجائے بیلیٹ پیپر سے ہوتے ہیں تو حکمراں بی جے پی گرام پنچایت انتخابات بھی نہیں جیت سکتی ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ترقی یافتہ ممالک میں انتخاب کے لئے ای وی ایم کا استعمال نہیں کیا جاتا ہے تو پھر دنیا کے سب سے مضبوط جمہوری ملک کے انتخابات میں ای وی ایم پر اتنا زور کیوں دیا جا رہا ہے۔ سنجے راوت نے طنزیہ انداز میں یہ بھی کہا کہ بی جے پی کے لوگ وزیر اعظم کو وشنو بھگوان کا اوتار مانتے ہیں اور ملک کے عوام ان کے ساتھ ہیں تو پھر لوگوں کے مطالبہ پر بیلیٹ پیپر سے انتخاب کرانے میں کیا قباحت ہے۔ نجے راوت نے چند ماہ قبل پانچ ریاستوں میں ہونے والے انتخابات میں مدھیہ پردیش انتخاب کے نتائج کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ پوسٹل بیلیٹ میں کانگریس 150 سیٹوں پر آگے چل رہی تھی تو پھر اچانک ای وی ایم کے نتائج میں وہی رجحان کیوں نہیں نظر آیا۔ اس کا جواب بہت ہی صاف ہے۔ ای وی ایم تنازع کے درمیان سابق الیکشن کمشنر ایس وائی قریشی نے بھی یہ کہتے ہوئے شک وشبہ کا اظہار کیا ہے کہ VVPAT کا خراب ہونا ممکن ہے، لیکن ساڑھے چھ لاکھ VVPAT کا خراب ہو جانا ایک گمبھیر معاملہ ہے۔ انھوں نے ٹی وی چینل کے ایک مباحثہ میں اس بات پر سخت اعتراض کیا ہے، حزب مخالف کے رہنما الیکشن کمشنر سے ای وی ایم کے سلسلے میں اپنے شک وشبہات کو دور کرنے کے لئے ملنا چاہتے ہیں تو الیکشن کمشنر ملنے سے انکار کیوں کر رہے ہیں۔ خاص طور کانگریس رہنما اور ترجمان جے رام رمیش نے الیکشن کمیشن سے ملنے کا وقت مانگا، لیکن وقت نہیں دیا گیا اور ان کے لکھے دو خطوط کے جواب میں 9 صفحات پر مشتمل ایک خط ان کے پاس بھیج دیا گیا۔ ایسے میں اب یہ سوال ہونا لازمی ہے کہ آخر الیکشن کمیشن اور ای وی ایم کی معتبریت اور شفافیت پر کیوں کر اعتماد کیا جائے۔

الیکشن کمیشن کے تعلق سے سپریم کورٹ کے مشہور وکیل پرشانت بھوشن کے پی آئی ایل کے جواب میں جس برق رفتاری سے الیکشن کمشنر کی تقرری دیکھی گئی، اس پر سپریم کورٹ نے بھی حیرانی کا اظہار کیا تھا اور الیکشن کمیشن کے لئے ایک رہنما اصول بھی بنایا تھا۔ اس اصول کو جس طرح حزب مخالف کے ممبران پارلیمنٹ کو معطل کر کے ان کی عدم موجودگی میں قانون پاس کیا گیا، اسے دنیا نے دیکھا۔ یہ سب کچھ اس لئے کیا جا رہا ہے، کیونکہ بس لوک سبھا کا انتخاب اب سر پر ہے اور ملک کے عوام بہت شدت سے موجودہ حکومت سے خفا ہیں۔

ایسے میں ای وی ایم کا ہی سہارا ہے جو انھیں ایک بار بر سر اقتدار لائے گا۔ آنے والے دنوں میں یہ مخالفت کون سا کروٹ لیتی ہے، یہ دیکھنا دلچسپ ہوگا۔

○ ☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔ **رابطہ اور واٹس اپ نمبر 9576507798**
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168, Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ (**محمد اسعد اللہ قاسمی منیجر نقیب**)

WEEK ENDING-22/01/2024, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,

نقیب — قیمت فی شمارہ -/8 روپے — ششماہی -/250 روپے — سالانہ -/400 روپے

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421

Scanned with CamScanner